ہفت روزہ

# ندائے خلافت

لاہور

www.tanzeem.org

8

28 صفر المظفر تا 4 ربیع الاوّل 1430ھ / 24 فروری تا 2 مارچ 2009ء


## تکمیلِ نبوت ورسالت

نبوت کی تکمیل کا مظہر یہ ہے کہ قرآن مجید میں ہدایت کامل کر دی گئی۔ سابقہ انبیاء و رسل علیہم السلام کو جو کچھ بذریعہ وحی ملتا رہا ہے اس کا کامل، مکمل اور محفوظ ایڈیشن قرآن مجید ہے۔

نوعِ انسان را پیامِ آخریں  حاملِ اُو رحمۃٌ لِلعالمیں!

چنانچہ ہدایت الٰہی کا یہ آخری اور کامل ایڈیشن آ گیا تو گویا کہ نبوت کامل ہو گئی۔

رسالت کی تکمیل کے دو مظہر ہیں۔ ایک یہ کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت مکانی اور زمانی دونوں اعتبارات سے غیر محدود ہے۔ اس لئے کہ ایک جانب آپ ﷺ کی رسالت کرۂ ارضی پر بسنے والی تمام نوعِ انسانی کے لیے ہے اور دوسری جانب آپ ﷺ کی رسالت کا دور دائمی ہے، یعنی تا قیامِ قیامت آپ ﷺ ہی کی رسالت کا دور ہے۔ اس ضمن میں قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اشارات موجود ہیں۔ مثلاً سورۂ سبا میں ارشاد ہے: ”اور (اے نبی) ہم نے نہیں بھیجا آپ ﷺ کو مگر تمام نوعِ انسانی کے لئے بشیر و نذیر بنا کر......“

گویا کہ مکانی حدود ختم ہوئیں کیونکہ محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت پورے کرۂ ارضی کے لئے ہے اور آپ ﷺ کی بعثت پوری نوعِ انسانی کی طرف ہوئی ہے۔ آپ ﷺ کی مخاطب کوئی ایک قوم، کوئی ایک قبیلہ، کوئی ایک نسل، کوئی ایک علاقہ، کوئی ایک ملک اور کسی ایک دور کا انسان نہیں بلکہ پوری نوعِ انسانی ہے۔ یہ چیز جہاں مکانی اعتبار سے غیر محدود ہے، وہاں زمانی اعتبار سے بھی غیر محدود ہے کہ اب تا قیامِ قیامت کوئی نبی اور رسول آنے والا نہیں۔ اب حضور ﷺ کا دورِ رسالت ہے جو قیامت تک قائم و دائم رہے گا۔

منہج انقلاب نبویؐ
ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ

## اس شمارے میں


ایں دُعا از من......

توبہ کی فضیلت

ذات پات کا اسلامی تصور

حضرت محمدؐ کی جامع کمالات ہستی

فساد میں آپ کا حصّہ

میں تنظیم میں کیسے شامل ہوا

اُٹھ باندھ کمر کیا ڈرتا ہے

کچھ دیر رُک کر سوچئے!

دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

# سورۃ الاعراف

(آیات 69 تا 72)

ڈاکٹر اسرار احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ ؕ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْ ۢبَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّزَادَكُمْ فِى الْخَلْقِ بَصْۜطَةً ۚ فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۶۹﴾ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۷۰﴾ قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ ؕ اَتُجَادِلُوْنَنِىْ فِىْٓ اَسْمَآءٍ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّىْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿۷۱﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۲﴾﴾

"کیا تم کو اس بات سے تعجب ہوا ہے کہ تم میں سے ایک شخص کے ہاتھ تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس نصیحت آئی، تا کہ وہ تمہیں ڈرائے اور یاد تو کرو جب اُس نے تم کو قومِ نوح کے بعد سردار بنایا اور تمہیں پھیلاؤ زیادہ دیا، پس اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو، تا کہ نجات حاصل کرو۔ وہ کہنے لگے، کیا تم ہمارے پاس اس لیے آئے ہو کہ ہم اکیلے اللہ ہی کی عبادت کریں اور جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے چلے آئے ہیں، اُن کو چھوڑ دیں؟ تو اگر سچے ہو تو جس چیز سے ہمیں ڈراتے ہوئے اسے لے آؤ۔ ہودؑ نے کہا کہ تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر عذاب اور غضب (کا نازل ہونا) مقرر ہو چکا ہے۔ کیا تم مجھ سے ایسے ناموں کے بارے میں جھگڑتے ہو، جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے (اپنی طرف سے) رکھ لیے ہیں، جن کی اللہ نے کوئی سند نازل نہیں کی۔ تو تم بھی انتظار کرو، میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں۔ پھر ہم نے ہودؑ کو اور جو لوگ اُن کے ساتھ تھے نجات بخشی اور جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا، اُن کی جڑ کاٹ دی اور وہ ایمان لانے والے تھے ہی نہیں۔"

اور اے قوم عاد! وہ وقت یاد کرو جب تمہیں اللہ نے قومِ نوح کی بربادی کے بعد اُن کا نائب اور جانشین بنا دیا۔ قومِ نوح کی سطوت ختم ہوئی اور اُن کے بعد اللہ نے تمہیں عروج دیا اور تمہیں تخلیق میں بڑی کشادگی دی۔ یہ لوگ بڑے جسم اور قد آور تھے۔ انہی لوگوں کا ایک فرد شداد تھا، جس کی جنت مشہور ہے۔ اب اس کا بھی سراغ نکل آیا ہے۔ یہ جزیرہ نمائے عرب کے جنوبی صحرا میں ہے۔ وہاں ریت بڑی باریک ہے اور اس پر کوئی چیز ٹک نہیں سکتی۔ جو چیز بھی اس کے اوپر جائے گی وہ اندر دھنس جائے گی۔ موٹی موٹی ریت ہو تو وہ تو کسی چیز کو اوپر سنبھال لیتی ہے۔ اب سیٹلائٹ کے لیے اس ریت کی تہہ میں دیکھا جا رہا ہے تو اس شہر کے آثار نظر آ رہے ہیں جس کی فصیل میں 35 برج تھے۔ شداد کی جنت اسی صحرا میں نیچے دفن ہے۔

اور اے قوم عاد! اللہ تعالیٰ کے احسانات کو یاد کرو، تا کہ تم فلاح پاؤ۔ ایسا ہوتا آیا ہے کہ جب گمراہی آئی تو لوگوں نے اللہ کے ساتھ چھوٹے چھوٹے معبود بنائے۔ اللہ کے نیک بندوں کے بت بنائے، اُن کی پوجا شروع کر دی، تصویروں کی تعظیم کرنے لگے یا اُن کی قبروں کو پوجنے لگے۔ اس طرح بہت سے دیوی، دیوتا گھڑ لیے اور جب رسول آ کر کہتے کہ یہ تم کس حماقت میں مبتلا ہو گئے ہو۔ صرف ایک خدا کی بندگی کرو۔ اس پر وہ کہتے تھے (اے ہودؑ) کیا تم ہمارے پاس اس لیے آئے ہو کہ ہم صرف اللہ کی بندگی کریں جو اکیلا ہے اور ہم اُن سب کو چھوڑ دیں جن کو ہمارے آباؤ اجداد پوجتے تھے، اگر تم سچے ہو تو لے آؤ وہ عذاب جس سے ہمیں ڈراتے ہو۔ اس پر حضرت ہودؑ نے فرمایا (تمہاری سرکشی کی وجہ سے) گویا تمہارے اوپر تمہارے رب کی طرف سے عذاب واقع ہو ہی چکا ہے یعنی اب عذاب یقینی ہے اور تم پر اللہ کا غضب بھی مسلط ہو چکا ہے۔ کیا تم مجھ سے جھگڑتے ہو اُن ناموں کے بارے میں جو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے رکھ لیے تھے۔ یہ لات، منات، عزیٰ اور ھبل کون ہیں؟ ان کی حقیقت کیا ہے؟ یہ تو محض نام ہیں، کیا ان نام کے معبودوں کے پیچھے جن کی معبودیت کے بارے میں اللہ نے کوئی سند نہیں اتاری۔ مجھ سے بحث و جدال کرتے ہو۔ تو ٹھیک ہے تم بھی انتظار کرو اور میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کر رہا ہوں کہ کب تک اللہ مہلت دیتا ہے اور کب اللہ کی طرف سے عذابِ استیصال آ جاتا ہے۔

پس ہم نے اپنی رحمت کے ساتھ اس (ہودؑ) کو اور اس کے اہلِ ایمان ساتھیوں کو بچا لیا اور ہم نے اُن لوگوں کی جڑ کاٹ دی جنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا تھا۔ اُن پر سات دن اور آٹھ راتوں تک مسلسل ایک تیز آندھی چلی جس نے انہیں پٹخ پٹخ کر مارا اور اُن کا خاتمہ کر دیا۔ حضرت ہودؑ اور اُن کے ساتھی محفوظ رہے، اس لیے کہ اللہ کے حکم سے ہجرت کر کے وہاں سے جا چکے تھے، جن لوگوں پر عذاب نازل ہوا وہ ایمان لانے والے نہ تھے۔

فرمان نبویؐ

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

## جمعہ کے لیے اچھے کپڑوں کا اہتمام

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ السَّلَامِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :

((مَا عَلٰى اَحَدِكُمْ اِنْ وَجَدَانْ يَّتَّخِذَ ثَوْبَيْنِ لِيَوْمِ الْجُمُعَةِ سِوٰى ثَوْبِى مَهْنَتِهٖ)) (رواہ ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے کسی کے لیے اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ اگر اس کو وسعت ہو تو وہ روزمرہ کے کام کاج کے وقت پہنے جانے والے کپڑوں کے علاوہ جمعہ کے دن کے لیے کپڑوں کا ایک خاص جوڑا بنا کے رکھ لے۔"

تا خلافت کی بِنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

قیام خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

# ندائے خلافت

جلد 18 — 28 صفر المظفر تا 4 ربیع الاوّل 1430ھ — شمارہ 8
24 فروری تا 2 مارچ 2009ء

بانی: اقتدار احمد مرحوم
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

مجلس ادارت
سید قاسم محمود۔ ایوب بیگ مرزا
محمد یونس جنجوعہ
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعدؔ طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس ریلوے روڈ لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67۔اے علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو لاہور۔54000
فون: 6366638 - 6316638 فیکس: 6271241
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36۔کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔54700
فون: 03-5869501
pubications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 10 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک......300 روپے
بیرونِ پاکستان
انڈیا------------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
”مکتبہ خدام القرآن“ کے عنوان سے ارسال کریں
چیک قبول نہیں کیے جاتے

”ادارہ“ کا مضمون نگار حضرات کی رائے سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

اِس ایک سال میں جو کسی طرح ایک صدی سے کم نہیں لگ رہا، ٹھنڈی ہوا کا پہلا جھونکا آیا ہے۔ سارا سال چمن خزاں کی لپیٹ میں رہا۔ اب جا کر کہیں ایک پھول کھلا ہے۔ اُڑتے بادل، بہتی ندیاں، دمکتے ستارے، کائنات کا حسن گویا اِس وادی میں سمٹ آیا تھا۔ کس ظالم کی نظرِ بد یہ سب کچھ ہڑپ کر گئی۔ مسحور کن مناظر آگ اور خون کے کھیل میں دھندلائے گئے۔ پھولوں کی مہک پر بارود کی بو غالب آ گئی۔ انسانی خون کے دھبے، بکھری ہوئی سر بریدہ لاشیں اِس حسین وادی کا مقدر نظر آنے لگیں۔ عمارتوں خصوصاً درس گاہوں کو گھاس پھونس کے ڈھیر کی طرح جلا دیا گیا۔ جہاں دنیا کے کونے کونے سے سیاح فطرت کے حسن کا نظارہ کرنے آتے تھے، وہ یوں سنسان ہو گیا جیسے بھوت پریت کی آماجگاہ ہو۔ بہرحال قانونِ فطرت ہے کہ ظلمت جب اپنی انتہا کو پہنچے تو ضیا کا راستہ کھلتا ہے۔ جب ظالم کا بازو کوڑے برساتے برساتے شل ہونے لگا اور معتوب کی استقامت رتی بھر متاثر نہ ہوئی بلکہ اُس نے گیدڑ کی سو سالہ زندگی پر ہزار بار لعنت بھیجتے ہوئے شیر کی طرح زندہ رہنے کا فیصلہ کیا اور خم ٹھونک کر ٹینکوں اور طیاروں کے مقابلے میں بوسیدہ اسلحہ لے کر میدان میں آ گیا تو استحصالی اور سامراجی نظام کے تھکے ماندے ٹھیکیداروں کے پاس سفید جھنڈا لہرا دینے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ کیونکہ اسلحہ اگرچہ پرانا اور بوسیدہ تھا لیکن سینوں میں ایمان تازہ اور پختہ تھا اور انہیں اِس قرآنی خوشخبری پر یقینِ کامل تھا: ”خوف نہ کھاؤ اور غم نہ کرو، تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہوئے۔“ ثبوت کے لئے اتنا کہنا ہی کفایت کرے گا کہ جنہوں نے حسبہ بل پھاڑ کر پھینک دیا تھا، وہ خود شرعی نظام عدل ریگولیشن لانے پر مجبور ہوئے۔

اِس ریگولیشن کے خلاف جہاں تک امریکہ، مغرب اور دوسرے اسلام دشمنوں کے واویلا کا تعلق ہے، بات قابلِ فہم ہے۔ دشمن کو دشمن کی تکلیف سے خوشی اور راحت سے دُکھ ہوتا ہے۔ مسلمان کا مسلمان کے خلاف بندوق تاننا اور پاکستان میں انتشار کا بڑھنا اور آگ کا بھڑکنا امریکی ایجنڈے کو تیزی سے آگے بڑھا سکتا ہے۔ پھر شرعی نظام کا قیام قبول کرنا ہوتا تو افغانستان کو تباہ و برباد کیوں کرتے، وہاں اربوں ڈالر کیوں جھونکتے اور اپنے فوجیوں کی انتہائی عزیز اور قیمتی جانیں کیوں کھپاتے، لہٰذا کوئی احمق ہی ہو گا جو اِس معاہدے پر امریکہ اور یورپ سے سخت ترین ردعمل کی توقع نہ رکھتا ہو۔ حیرت تو اپنے سیکولر دانشوروں اور سیاست دانوں پر ہے، اُن کی دُم پر کیوں پاؤں آ گیا ہے۔ شریعت سے آزاد عدلیہ سے سٹیٹس کو کے باغیوں سے تمہاری چڑ پرانی ہے۔ سوال یہ ہے کہ تم وادیٔ سوات کا امن بھی اپنے اِس بغض پر قربان کر دو گے۔ چند دن پہلے تک تم سوات میں امن کے لیے مرے جاتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ تم امن اِس طرح چاہتے تھے کہ وہاں سے اسلام کے نام لیواؤں کا بیج ختم کر دیا جائے اور شریعت کے حوالے سے آواز بھی اُٹھنی بند ہو جائے۔ اقتدار کے مزے لوٹنے والے سیاست دان اور اُن کی عطا کردہ مراعات سے فیض یاب ہونے والے دانشور کیسے برداشت کر سکتے ہیں کہ محمود و ایاز ایک صف میں کھڑے ہو جائیں۔ اُنھیں شدید خطرہ محسوس ہوا ہے کہ مالاکنڈ میں شرعی نظام، عدل کا قیام اگر بارش کا پہلا قطرہ ثابت ہوا اور اسلام کا عادلانہ نظام مرحلہ وار سارے ملک میں نافذ ہو گیا اور ایسا نظام آ گیا جو چہرے دیکھ کر نہیں میرٹ کی بنیاد پر فیصلہ کرے گا، جس نظام میں خلیفۂ وقت کو بھی اپنا استغاثہ لے کر قاضی کے سامنے پیش ہونا پڑتا ہے۔ (ہماری رائے میں قانون اُسے کہتے ہیں جو قہرمان اور کمزور پر یکساں نافذ ہو، جیسے چاند کی چاندنی، گھاس پھونس کی جھونپڑی اور محل پر یکساں برستی ہے۔) جہاں ایفائے عہد قرآن اور حدیث کا حکم سمجھ کر کیا جائے گا، جہاں بیت المال شیرِ مادر سمجھ کر ہضم نہیں کیا جائے گا تو موجودہ استحصالی نظام اپنی موت آپ مر جائے گا۔ (باقی صفحہ 18 پر)

# حال و مقام

**[بالِ جبریل]**

دل زندہ و بیدار اگر ہو تو بتدریج — بندے کو عطا کرتے ہیں چشمِ نگراں اور

احوال و مقامات پہ موقوف ہے سب کچھ — ہر لحظہ ہے سالک کا زماں اور مکاں اور!

الفاظ و معانی میں تفاوت نہیں لیکن — مُلّا کی اذاں اور مجاہد کی اذاں اور!

پرواز ہے دونوں کی اسی ایک فضا میں
کرگس کا جہاں اور ہے، شاہیں کا جہاں اور!

---

یہ مختصر مگر خوبصورت نظم صرف چار اشعار پر مشتمل ہے، لیکن علامہ اقبال نے یہاں ایک اہم نکتہ بڑی مہارت اور حکمت کے ساتھ واضح کیا ہے، اور وہ نکتہ یہ ہے کہ ہر وہ انسان جو اِس دنیا میں آتا ہے، اُس کی کیفیت اور مرتبہ ایک دوسرے سے مختلف ہوتا ہے۔ علامہ نے یہ نکتہ بڑی حکمت اور استدلال کے ساتھ واضح کیا ہے۔ حال اُن کے نزدیک فرد کی ذہنی، اخلاقی اور روحانی حکمت سے عبارت ہے، جبکہ مقام کو وہ اس روحانی مرتبے سے متعلق سمجھتے ہیں جس پر سالک پہنچا ہوا ہو۔ یعنی وہ محبوبِ حقیقی تک رسائی کے لیے مختلف مراحل سے گزر رہا ہو۔

اقبال کے کلام کے اجتماعی روّیے اور اُس کی کلّیت تک رسائی کے لیے ان کے فکری نظام کے علاوہ فنی سطح پر جس مہارت اور چابکدستی کے ساتھ تمثال گری کی گئی ہے، اور نئی علامتیں وضع کی ہیں، ان کی تفہیم بھی ضروری ہے۔ اس ضمن میں بنیادی اور اہم بات جو پیشِ نظر رکھنی ہوگی، وہ یہ ہے کہ اقبال کی تمثال نگاری میں جو قوت کارفرما نظر آتی ہے، وہ ان کا تہذیبی لاشعور ہے جو ان کی لسانی اور شعری تشکیل میں بھی واضح طور پر محسوس کیا جاسکتا ہے۔

ہر شعر کی الگ الگ تشریح سے پہلے چند اصطلاحوں اور لفظوں کے معانی ہمارے پیشِ نظر رہنے چاہئیں:

حال: لفظی معنی عام کیفیت۔ اس شعر میں فرد کی ذہنی، اخلاقی اور رُوحانی کیفیت مُراد ہے، جو کسی بھی وقت اُس پر طاری ہو۔

مقام: لفظی معنی درجہ، مرتبہ، جگہ۔ تصوف کی اصطلاح ہے۔

سالک: لفظی معنی مسافر۔ راہ چلنے والا

1۔ علامہ اقبال پہلے شعر میں فرماتے ہیں کہ انسان اگر زندہ و بیدار ہو، تو قدرت بتدریج ایسی چشمِ بینا عطا کرتی ہے، جو اُسے کائنات کے اسرار و رموز سے آگاہی بخشے۔ حقیقت شناسی کا عمل اِسی نکتے سے عبارت ہے۔

2۔ تاہم یہ امر پیشِ نظر رکھنا لازم ہے کہ اس کا انحصار فرد کی کیفیت اور مرتبے پر ہے۔ ان دونوں کی وضاحت سطورِ بالا میں کر دی گئی ہے۔ بہرحال یہاں سالک کے مقام کے بارے میں علامہ اقبال فرماتے ہیں کہ جو شخص ہر لحہ محبوبِ حقیقی کی تلاش میں سرگرداں رہتا ہے، اس کے زماں و مکاں کی کیفیت اُس کے احوال و مقام کے مطابق بدلتی رہتی ہے۔

3۔ اِس امر کی ایک مثال اقبال مُلّا اور مجاہد کی اذان کے حوالے سے دیتے ہیں کہ زبان، الفاظ اور متن کے اعتبار سے مُلّا جو اذان دیتا ہے، وہی اذان مجاہد بھی دیتا ہے، لیکن اُن میں فرق نیت اور کردار کا ہے۔ مُراد یہ ہے کہ مُلّا جو اذان دیتا ہے، اُس کا تعلق محض زبان اور حلق سے ہوتا ہے، رُوحانی سطح پر اُس کا اذان سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ اس کے برعکس جب مجاہد نعرۂ تکبیر بلند کرتا ہے، تو اُس کی اذان دل سے برآمد ہوتی ہے اور اس اذان میں قوت ایمانی بھی کارفرما ہوتی ہے۔ امن کی حالت ہو یا میدانِ کارزار، اُس کی اذان نفسِ مطمئنہ کی مظہر ہوتی ہے۔ اور اس اذاں سے باطل کے ایوانوں میں زلزلہ آ جاتا ہے۔ یہی مُلّا کی اذان اور مجاہد کی اذان میں فرق ہے۔

4۔ اِس مضمون کو اقبال یہاں بھی دہراتے ہیں، لیکن اس شعر میں انہوں نے کردار بدل دیئے ہیں۔ اس سے پہلے والے شعر میں بھی بنیادی مقصد تو اذاں تھا، لیکن تقابل دو کرداروں مُلّا اور مجاہد کے مابین رہا، جب کہ زیرِ تشریح شعر میں فضا تو مشترک ہے، لیکن جب اس میں کرگس (گدھ) اور شاہین (عقاب) محوِ پرواز ہوتے ہیں، تو اِن کا عمل ایک دوسرے سے مختلف ہوتا ہے۔ اِن دونوں اشعار کے حوالے سے دیکھا جائے تو اقبال نے تمثالی سطح پر مُلّا اور کرگس، دوسری جانب مجاہد اور شاہین کے کرداروں کے حوالے سے اپنا مفہوم واضح کیا ہے۔

# توبہ کی فضیلت

## احادیث کی روشنی میں

**مسجد دارالسلام باغ جناح لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید کے خطاب جمعہ کی تلخیص**

[سورۃ التحریم، آیت 8 کی تلاوت، احادیث کے بیان اور خطبہ مسنونہ کے بعد]

حضرات! پچھلے کئی اجتماعات جمعہ میں توبہ پر گفتگو ہو رہی ہے۔ اس سلسلہ میں گزشتہ نشست میں توبہ کی فضیلت و اہمیت کے حوالے سے چند احادیث بیان کی گئی تھیں، آج کی نشست میں بھی اسی سلسلہ کو آگے بڑھانا پیش نظر ہے۔ تاہم اس سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ توبہ کے معنی و مفہوم کا اعادہ کر لیا جائے۔

توبہ کے لغوی معنی ہیں پلٹنا، واپس آنا۔ نبی اکرم ﷺ جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو آپ کی زبان مبارک پر یہ دعا ہوتی تھی:

((ائبون تائبون لربنا حامدون))

"ہم واپس آنے والے ہیں، پلٹ آنے والے ہیں (اپنے گھر کی طرف) اس حال میں کہ اپنے رب کی حمد بیان کر رہے ہیں۔"

پلٹنے سے مراد اللہ اور اُس کی بتائی گئی راہ حق کی طرف آنا ہے۔ دیکھئے، ہمارا مقصد تخلیق اللہ تعالیٰ کی بندگی ہے۔ عالم ارواح میں، تمام انسانوں نے اللہ تعالیٰ سے بندگی کا عہد کیا تھا۔ اس عہد کو عہد الست کہا جاتا ہے۔ ہم روزانہ ہر نماز میں اس عہد بندگی کی تجدید کرتے ہیں، مگر ہمارا مسئلہ یہ ہے کہ عملاً ہم بندگی کی شاہراہ سے ہٹ گئے ہیں۔ توبہ یہ ہے کہ واپس بندگی کی شاہراہ پر آ جائیں، اور یہ واپس پلٹنا شدید ندامت کے ساتھ ہو، اور جن گناہوں میں ہم مبتلا ہیں، انہیں چھوڑ دیں اور آئندہ زندگی میں اُن سے بچنے کا عزم مصمم کریں۔

توبہ اور ندامت آدمیت کی علامت ہے، اور گناہ پر اصرار شیطنت کا مظہر ہے۔ قرآن حکیم میں سات مقامات پر قصہ آدم و ابلیس نقل ہوا ہے، اس میں جہاں ہمارے لیے عبرت کے بہت سے پہلو ہیں، اُن میں سے ایک یہ ہے کہ گناہ پر اصرار نہ کیا جائے۔ خطا آدم و حوا سے بھی ہوئی تھی اور ابلیس سے بھی، مگر اس پر دونوں کا طرز عمل یکسر مختلف رہا۔ حضرت آدم و حوا اُس پر نادم ہوئے اور اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ "اے ہمارے رب! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے (تو ہمیں معاف فرما) اور اگر تو نے ہمیں معاف نہ کیا اور ہم پر رحم نہ کیا تو ہم سخت خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔" (الاعراف:23) اللہ تعالیٰ نے اُن کی توبہ قبول فرمائی اور انہیں معاف کر دیا۔ ابلیس نے اس کے برعکس روش اپنائی۔ اللہ کے حکم سے سرتابی کی کہ حضرت آدم کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا۔ ظاہر ہے یہ بہت بڑا جرم تھا۔ مگر اس جرم پر بجائے اس کے کہ وہ نادم اور شرمندہ ہوتا اور اللہ سے اپنے کئے کی معافی مانگتا، وہ اکڑ گیا۔ اُس نے کہا کہ میں آدم (کو سجدہ کیوں کرتا کہ اُس) سے اعلیٰ ہوں۔ اُسے مٹی سے بنایا گیا ہے اور مجھے آگ سے پیدا کیا گیا ہے۔ اِس اکڑ اور استکبار کی وجہ سے وہ راندہ درگاہ ہوا۔

دوسری بات یہ ہے کہ جب ایک آدمی گناہ کرتا ہے، اُس کا حکم توڑتا ہے، اللہ کے دین سے بغاوت کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے منہ موڑ لیتا ہے۔ اور پھر جب بندہ اپنے کئے پر شرمندہ اور نادم ہو کر اللہ کے حضور توبہ کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ بھی اپنے بندے کی جانب متوجہ ہو جاتا ہے۔ اللہ کا بندے کی جانب فضل و مہربانی کے ساتھ یہ متوجہ ہونا توبہ کا قبول کرنا ہے۔ اگر بندہ خلوص و اخلاص اور سچی ندامت کے ساتھ اللہ کے حضور توبہ کرے تو اللہ اُس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ سورۃ الشوریٰ میں فرمایا:

﴿وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُوا عَنِ السَّيِّئَاتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ ۝﴾

"اور وہی تو ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور (ان کے) قصور معاف فرماتا ہے اور جو تم کرتے ہو (سب) جانتا ہے۔"

اب آیئے، توبہ کی بابت چند احادیث رسول ﷺ کا مطالعہ کریں۔

حضرت انسؓ سے مروی ایک روایت میں نبی اکرم ﷺ نے توبہ کرنے والوں کو سب سے بہترین لوگ قرار دیا۔

((كُلُّ بَنِي آدَمَ خَطَّاءٌ وَ خَيْرُ الْخَطَّائِينَ التَّوَّابُونَ)) (رواہ الترمذی)

"تمام اولاد آدم خطا کار ہیں اور خطا کاروں میں سے بہترین وہ ہیں جو توبہ کرنے والے ہیں۔"

انسان خطا کا پتلا ہے۔ کوئی بھی شخص ایسا نہیں جس سے کوئی نہ کوئی غلطی سرزد نہ ہوتی ہو۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ خطا کی سطحیں مختلف ہو سکتی ہیں۔ شرک بھی ایک گناہ ہے، جسے ظلم عظیم قرار دیا گیا ہے۔ قتل ناحق سنگین جرم بھی ہے، جسے پوری انسانیت کے قتل کے مترادف بتایا گیا ہے۔ اسی طرح سود خوری اتنا بڑا گناہ ہے کہ اُسے اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے خلاف اعلان جنگ کہا گیا ہے۔ دوسری جانب صغیرہ گناہ بھی خطا ہیں، جو آدمی کے وضو کرنے سے دھلتے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ آدمی سے اللہ کے حق بندگی کی ادائیگی میں بھی کوتاہی ہو جاتی ہے۔ اس حدیث میں واضح فرمایا گیا کہ انسانوں میں سب سے بہترین لوگ وہ ہیں جو اپنی خطاؤں پر توبہ کرنے والے ہیں، جو اپنے گناہوں پر نادم اور شرمندہ ہو کر اللہ کے حضور پلٹتے ہیں، اور اُن پر معافی مانگتے ہیں۔

انسان کا معاملہ یہ ہے کہ اُس میں نیکی کے رجحان کے ساتھ ساتھ بدی کی طرف میلان بھی پایا جاتا ہے۔ اُس کا نفس اُسے گناہ اور سرکشی کی طرف لے جاتا ہے۔ قرآن حکیم میں فرمایا گیا کہ نفس امارہ انسان کو برائی کی دعوت دیتا ہے۔ تو انسان کی اس کمزوری کے باعث اس سے خطا کا سرزد ہونا عین فطری ہے، لیکن جو چیز تباہ کن ہے، وہ گناہوں پر اصرار اور توبہ سے غفلت ہے۔ وہ لوگ جو خطا کریں، مگر پھر اُس پر ندامت اور پشیمانی کی کیفیت کے ساتھ اپنے رب کی طرف رجوع کر لیں، اللہ کے ہاں وہ مقبول ٹھہریں گے۔ اللہ تعالیٰ اُن کے تمام گناہوں کو معاف فرما دے گا، خواہ وہ کتنے ہی زیادہ ہوں، خواہ اُن کی کتنی ہی شناعت آئی ہو۔ دنیا میں تو یہ کہا جاتا ہے کہ فلاں جرم ناقابل معافی ہے۔ اس کی معافی تلافی ہرگز نہیں ہو سکتی۔ مجرم کو اس کی سزا بہر صورت بھگتنا ہو گی۔ مگر اللہ تعالیٰ کے ہاں ایسا نہیں ہے۔ وہ غفور و رحیم ہے۔

وہ اپنے بندوں پر بے حد مہربان ہے۔ بندے سے کتنا ہی بڑا گناہ ہو جائے اگر وہ سچے دل سے توبہ کرے، تو اللہ اُسے معاف فرما دیتا ہے۔ ایک آدمی جس نے اپنی پوری زندگی میں شریعت سے انحراف اور بغاوت کی روش اپنائے رکھی، لیکن جب وہ نادم ہو کر اللہ کے دربار میں آتا ہے، تو اللہ اُسے مایوس نہیں کرتا بلکہ معاف فرما دیتا ہے۔ اللہ نے اپنے بندوں کے لیے توبہ کا دروازہ کھلا رکھا ہے۔ اِس میں بڑی حکمت ہے۔ اگر درِ توبہ بند کر دیا جاتا تو مجرمین اور گناہ گاروں کے لیے اصلاحِ احوال کی صورت ہی باقی نہ رہتی، جس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ وہ مایوس ہو کر جرائم اور گناہوں میں اور بھی آگے بڑھتے چلے جاتے۔ اِس حوالے سے وہ حدیث ہمارے لیے بطورِ خاص قابلِ غور ہے، جس میں نبی کریم ﷺ نے سو آدمیوں کے قاتل کی بخشش کا تذکرہ فرمایا۔ حدیث ملاحظہ ہو۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا کہ تم سے پہلے امت میں ایک آدمی تھا جس نے اللہ کے ننانوے بندے قتل کیے تھے۔ (ایک وقت اس کے دل میں ندامت اور اپنے انجام اور آخرت کی فکر پیدا ہوئی) تو اس نے لوگوں سے دریافت کیا کہ اس علاقہ میں سب سے بڑے عالم کون ہیں (تاکہ اُن سے جا کر پوچھے کہ میری بخشش کی کیا صورت ہو سکتی ہے)۔ لوگوں نے اس کو ایک راہب (کسی بزرگ درویش) کے بارے میں بتایا۔ چنانچہ وہ اُن کے پاس گیا اور اُن سے عرض کیا کہ میں (ایسا بدبخت ہوں) جس نے ننانوے خون کیے ہیں' تو کیا ایسے آدمی کی بھی توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ (اور وہ بخشا جا سکتا ہے؟) اس راہب بزرگ نے کہا: بالکل نہیں: تو 99 آدمیوں کے اس قاتل نے اس بزرگ راہب کو بھی قتل کر ڈالا اور سو کی گنتی پوری کر دی (لیکن پھر اس کے دل میں وہی خلش اور فکر پیدا ہوئی) اور پھر اس نے کچھ لوگوں سے کسی بہت بڑے عالم کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے اس کو کسی بزرگ عالم کا پتہ بتا دیا۔ وہ ان کے پاس پہنچا اور کہا: میں نے سو خون کیے ہیں' تو کیا ایسے مجرم کی توبہ بھی قبول ہو سکتی ہے (اور وہ بخشا جا سکتا ہے؟) انہوں نے کہا: ہاں ہاں! (ایسے کی توبہ بھی قبول ہوتی ہے) اور کون ہے جو اس کے اور توبہ کے درمیان حائل ہو سکے۔ (یعنی کسی مخلوق میں یہ طاقت نہیں ہے کہ اس کی توبہ کو قبول ہونے سے روک دے۔ پھر انہوں نے کہا میں تجھے مشورہ دیتا ہوں کہ) فلاں بستی میں چلا جا' وہاں اللہ کے عبادت گزار کچھ بندے رہتے ہیں، تو بھی (وہیں جا پڑ اور) ان کے ساتھ عبادت میں لگ جا (اس بستی پر اللہ کی رحمت برستی ہے) اور پھر وہاں سے کبھی اپنی بستی میں نہ آ' وہ بڑی خراب بستی ہے۔ چنانچہ وہ اس دوسری بستی کی طرف چل پڑا۔ یہاں تک کہ جب آدھا راستہ اس نے طے کر لیا تو اچانک اس کو موت آ گئی۔ اب اس کے بارے میں رحمت کے فرشتوں اور عذاب کے فرشتوں میں نزاع ہوا۔ رحمت کے فرشتوں نے کہا کہ یہ توبہ کر کے آیا ہے' اور اس نے صدقِ دل سے اپنا رخ اللہ کی طرف کر لیا ہے (اس لئے یہ رحمت کا مستحق ہو چکا ہے)۔ اور عذاب کے فرشتوں نے کہا کہ اس نے کبھی بھی کوئی نیک عمل نہیں کیا ہے (اور یہ سو خون کر کے آیا ہے' اس لئے یہ سخت عذاب کا مستحق ہے)۔ اس وقت ایک فرشتہ (اللہ کے حکم سے) آدمی کی شکل میں آیا۔ فرشتوں کے دونوں گروہوں نے اس کو حَکم مان لیا۔ اس نے فیصلہ دیا کہ دونوں بستیوں تک کے فاصلہ کی پیمائش کر لی جائے (یعنی شر و فساد اور اللہ کے عذاب والی بستی جس سے وہ چلا تھا اور اللہ کے عبادت گزار بندوں والی اور قابلِ رحمت بستی جس کی طرف وہ جا رہا تھا)' پھر جس بستی سے وہ نسبتاً قریب ہو اس کو اُسی کا مان لیا جائے۔ چنانچہ پیمائش کی گئی تو وہ نسبتاً اس بستی سے قریب پایا گیا جس کے ارادہ سے وہ چلا تھا' تو رحمت کے فرشتوں نے اس کو اپنے حساب میں لے لیا۔" (متفق علیہ)

توبہ و استغفار کو ہمیں مستقل طور پر زندگی کا حصہ بنا لینا چاہیے، اور اس سے کسی بھی صورت غفلت کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ کا یہ معمول تھا کہ آپؐ دن میں ستر ستر اور سو سو مرتبہ استغفار فرمایا کرتے تھے۔

حضرت اغر مزنیؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لوگو! اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کرو، میں دن میں سو مرتبہ اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کرتا ہوں (لہٰذا تمہیں تو بطریق اولیٰ چاہیے کہ ہر ساعت میں ہزار بار توبہ کرو)۔" (رواہ مسلم)

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک مجلس میں بیٹھے تھے، دورانِ مجلس ہم نے دیکھا کہ آپؐ نے سو مرتبہ یہ الفاظ ادا فرمائے کہ

((رب اغفرلي و تب علي انك انت التواب الغفور))

یعنی "اے میرے رب! مجھے معاف فرما اور میری توبہ قبول فرما، بے شک تو توبہ قبول کرنے والا اور

**پریس ریلیز** — **17 فروری 2009**

## سرحد حکومت اور تحریک نفاذِ شریعت محمدیؐ نفاذِ شریعت کے معاہدے پر الفاظ اور روح کے مطابق دیانت داری سے عمل درآمد کریں

### سوات میں شریعت کا نفاذ بارش کا پہلا قطرہ ثابت ہوگا اور وہ وقت جلد آئے گا جب تمام اہلِ پاکستان نفاذِ شریعت کے ثمرات سے بارآور ہوں گے

**حافظ عاکف سعید**

ہم سرحد حکومت اور تحریک نفاذِ شریعت محمدی کے مابین سوات اور کوہستان میں شرعی نظام عدل کے قیام کے لیے معاہدہ کا خیر مقدم کرتے ہیں اور فریقین بالخصوص حکومت کو مبارک باد پیش کرتے ہیں۔ یہ بات امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے اپنے ایک بیان میں کہی۔ انہوں نے کہا کہ ضرورت اس امر کی ہے کہ فریقین اس معاہدے پر الفاظ اور روح کے مطابق دیانت داری سے عمل درآمد کریں تاکہ نفاذِ شریعت کی برکت سے علاقے میں امن و امان اور عدل و انصاف کی حکمرانی قائم ہو سکے۔ انہوں نے اُمید ظاہر کی ہے کہ سوات میں شریعت کا نفاذ بارش کا پہلا قطرہ ثابت ہوگا اور وہ وقت جلد آئے گا جب تمام اہل پاکستان نفاذِ شریعت کے ثمرات سے بارآور ہوں گے۔ انہوں نے سوات میں اپیلٹ شریعت کورٹ کے قیام کو بھی ایک اچھی خبر قرار دیا، بشرطیکہ اس کے تمام جج مستند علماء مقرر کیے جائیں۔ انہوں نے مغرب اور امریکہ کی طرف سے تنقید کو رد کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے دشمن پاکستان میں شریعت محمدیؐ کے نفاذ اور قیامِ امن کو بھی پسند نہیں کریں گے اور اندیشہ ہے کہ وہ اس تجربے کو ناکام بنانے کی ہر ممکن حتی کوششیں کریں گے۔ انہوں نے ان خبروں پر تشویش کا اظہار کیا کہ امریکہ اور یورپ کی تنقید سے خوفزدہ ہو کر مرکزی حکومت خصوصاً صدرِ مملکت معاہدے سے دور ہوتے نظر آتے ہیں اور اس پر دستخط کرنے سے لیت و لعل سے کام لے رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر حکومت نے اپنے ماضی کو دہراتے ہوئے وعدوں اور معاہدوں سے انحراف کیا تو نہ صرف سوات بلکہ پورے شمال مغرب میں صورتِ حال کو سنبھالنا ممکن نہ رہے گا۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی)

معاف فرمانے والا ہے۔"

توبہ سے غفلت سخت نقصان کا باعث ہے۔ اس سے دل زنگ آلود ہو جاتے ہیں۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مومن بندہ جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے نتیجہ میں اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے، پھر اگر اس نے اس گناہ سے توبہ کی اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں معافی اور بخشش کی التجا و استدعا کی تو وہ سیاہ نقطہ زائل ہو کر قلب صاف ہو جاتا ہے، اور اگر اس نے گناہ کے بعد توبہ واستغفار کے بجائے مزید گناہ کیے اور گناہوں کی وادی میں قدم بڑھائے تو دل کی وہ سیاہی اور بڑھ جاتی ہے، یہاں تک کہ قلب پر چھا جاتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا: یہی وہ زنگ اور سیاہی ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ذکر فرمایا ہے: ﴿كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴾ (المطففین) "دیکھو یہ جو (اعمال بد) کرتے ہیں۔ ان کا ان کے دلوں پر زنگ بیٹھ گیا ہے۔" (مسند احمد)

توبہ کی قبولیت، اللہ کی وسعت رحمت اور شان غفاری کے حوالے سے ایک اور بہت اہم روایت بخاری و مسلم میں موجود ہے۔ یہ روایت بھی حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔ اس میں یہ نوید جانفزا سنائی گئی ہے کہ اگر طبعی کمزوری کے باعث ایک آدمی بار بار گناہ کرے، لیکن ہر بار گناہ پر نادم ہو اور اُس پر سچے دل سے توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اُسے معاف فرما دیتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا: "اللہ کے کسی بندے نے کوئی گناہ کیا، پھر اللہ سے عرض کیا، اے میرے مالک! مجھ سے گناہ ہو گیا، مجھے معاف فرما دے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی مالک ہے جو گناہوں پر پکڑ بھی سکتا ہے، اور معاف بھی کر سکتا ہے۔ میں نے اپنے بندے کا گناہ بخش دیا اور اس کو معاف کر دیا۔ اس کے بعد جب تک اللہ نے چاہا وہ بندہ گناہ سے رکا رہا، اور پھر کسی وقت گناہ کر بیٹھا، اور پھر اللہ سے عرض کیا، میرے مالک! مجھ سے گناہ ہو گیا، تو اس کو بخش دے اور معاف فرما دے۔ تو اللہ تعالیٰ نے پھر فرمایا کہ میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی مالک ہے جو گناہ و قصور معاف بھی کر سکتا ہے اور پکڑ بھی سکتا ہے، میں نے اپنے بندے کا گناہ معاف کر دیا۔ اس کے بعد جب تک اللہ نے چاہا وہ بندہ گناہ سے رکا رہا۔ اور کسی وقت پھر کوئی گناہ کر بیٹھا اور پھر اللہ تعالیٰ سے عرض کیا، اے میرے مالک و مولیٰ! مجھ سے گناہ ہو گیا، تو مجھے معاف فرما دے اور میرا گناہ بخش دے۔ تو اللہ تعالیٰ نے پھر ارشاد فرمایا کہ میرے بندے کو یقین ہے کہ اس کا کوئی مالک و مولیٰ ہے جو گناہ معاف بھی کرتا ہے اور سزا بھی دے سکتا ہے، میں نے اپنے بندے کو بخش دیا، اب جو اس کا جی چاہے کرے" (متفق علیہ)

اس حدیث کے آخر میں جو الفاظ آئے ہیں، اُن کی شرح کرتے ہوئے مولانا منظور نعمانی لکھتے ہیں: "آخری دفعہ کے استغفار اور اس پر معافی کے اعلان کے ساتھ فرمایا گیا: "غَفَرْتُ لِعَبْدِيْ فَلْيَفْعَلْ مَا شَاءَ" (یعنی میں نے اپنے بندے کو بخش دیا، اب اس کا جو جی چاہے کرے) اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ اب اس کو گناہوں کی بھی اجازت دے دی گئی ہے، بلکہ ان الفاظ میں بندے کے مالک و مولیٰ کی طرف سے صرف اس لطف و کرم کا اعلان فرمایا گیا ہے کہ: اے بندے! تو جتنی بار بھی گناہ کر کے اس طرح استغفار کرتا رہے گا، میں تجھے معافی دیتا رہوں گا اور تو اپنے اس صادق و مومنانہ استغفار کی وجہ سے گناہوں کے زہر سے ہلاک نہ ہوگا، بلکہ یہ استغفار ہمیشہ تریاق کا کام کرتا رہے گا۔"

**شریعت سے ہماری روگردانی کی وجہ سے اللہ کی رحمت ہم سے روٹھ چکی ہے، اور ہم مختلف نوع کے عذابوں اور مسائل کے گرداب میں گھر چکے ہیں۔ اللہ کی رحمت کو منانے کے لیے ضروری ہے کہ ہم اُس کی شان غفاری کو آواز دیں۔ ندامت کے آنسوؤں سے اپنے گناہوں کے دھبوں کو دھونے پر آمادہ ہو جائیں**

اس حدیث میں ہمارے لیے بڑی بشارت ہے۔ ہم گناہ گار ہیں۔ صبح شام ہم سے گناہوں کا صدور ہوتا ہے۔ یہ حدیث ہمیں بتاتی ہے کہ توبہ تمام گناہوں کو دھو ڈالنے والی ہے۔ ایک اور حدیث مسلم شریف میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: "ایک شخص (دوسرے کے اعمال دیکھ کر) کہتا ہے، خدا کی قسم اللہ تعالیٰ فلاں کو ہرگز معاف نہیں کرے گا۔ اس پر اللہ فرماتا ہے، تو کون ہے جو مجھ پر حکم چلانا چاہتا ہے کہ میں فلاں شخص کو معاف نہیں کروں گا۔ بے شک میں نے اُس کو تو معاف کر دیا، اور تیرے سارے اعمال ضائع کر دیے۔" ہمیں چاہیے کہ اللہ کی شان غفاری کو آواز دیں۔ اللہ ہمارا رب ہے اور ہم اُس کے بندے ہیں، ہم سے اللہ کے حق بندگی کی ادائیگی میں عام طور پر کوتاہی ہوتی ہے۔ ہمیں چاہیے کہ اپنی لغزشوں، کوتاہیوں اور خطاؤں پر اللہ کے سامنے گڑگڑا کر آہ و زاری کریں، توبہ اظہار عبدیت کا بھی ذریعہ ہے۔ لیکن یاد رہے کہ توبہ محض زبان سے چند کلمات ادا کر دینے کا نام نہیں، بلکہ یہ ہے کہ ندامت و پشیمانی کے ساتھ اللہ کی جانب رجوع کیا جائے، اور اپنی سابقہ غلط روش سے ہٹ کر صراط مستقیم کو اختیار کیا جائے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کو زندگی کا اصل الاصول بنایا جائے۔ اگر زندگی پہلے غیر اسلامی خطوط پر بسر ہوتی تھی تو اب اُسے شریعت کے سانچے میں ڈھالنے کی شعوری اور سنجیدہ کوشش کی جائے۔

آج بحیثیت قوم ہم اہل پاکستان جن خوفناک داخلی مسائل اور گھمبیر خارجی خطرات کا شکار ہیں، اُن سے بچاؤ اور نجات کا واحد راستہ اللہ کے حضور سچی توبہ ہے۔ ہمارا حال یہ ہے کہ ہم نے زندگی کے ہر موڑ پر اور ہر شعبے میں اللہ کے احکامات کو توڑا۔ اپنی معاشرت، معیشت، سیاست الغرض زندگی کے ہر میدان میں اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ دین و شریعت سے انحراف کیا اور دین سے متصادم تہذیب و ثقافت اور نظام زندگی کو اپنایا۔ اپنی معاشرتی زندگی میں حقوق العباد سے یکسر غفلت برتی۔ کون سا ظلم ایسا ہے جس کے ہم مرتکب نہ ہوئے ہوں۔ کون سی ناانصافی ایسی ہے، جو یہاں ہونے سے رہ گئی ہو۔ دولت پرستی نے ہمیں اس قدر اندھا دیا ہے کہ ہم شریعت کا ہر ضابطہ اور ہر اصول پامال کر رہے ہیں۔ ہمارے اس طرزِ عمل کی بنا پر اللہ کی رحمت ہم سے روٹھ چکی ہے، اور ہم مختلف نوع کے عذابوں اور مسائل کے گرداب میں گھر چکے ہیں۔ اللہ کی رحمت اب بھی ہمارے شامل حال ہو سکتی ہے مگر اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم اللہ کی شان غفاری کو آواز دیں۔ ندامت کے آنسوؤں سے اپنے گناہوں کے دھبوں کو دھونے پر آمادہ ہو جائیں۔ قرآن حکیم کی اس پکار پر لبیک کہیں کہ

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا﴾ (التحریم:8)

"مومنو! اللہ کے آگے صاف دل سے توبہ کرو۔"

اور کتاب اللہ کا یہ حکم بھی پیش نظر رکھیں اور اُس پر صدق دل سے عمل کریں کہ

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَاۗفَّةً ۠ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ﴾ (البقرہ)

"اے ایمان والو! دین میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے راستوں پر نہ چلو۔ وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔"

یہی وہ راستہ ہے جس پر چل کر ہم اہل پاکستان اور پوری امت مسلمہ زبوں حالی سے چھٹکارا پا سکتی ہے۔ ہمارا کام یہ بھی ہے کہ خود توبہ کرنے کے ساتھ ساتھ قوم کو اجتماعی توبہ کی دعوت دیں، اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت کے راستے کی طرف بلائیں، اور قوم کو اس جانب متوجہ کریں کہ وہ نظام باطل کے خاتمہ کے لیے اپنی صلاحیتیں اور توانائیاں وقف کر دے۔ یاد رکھیے، اگر قوم متوجہ نہ بھی ہوئی، حالات تبدیل نہ بھی ہوئے، تو بھی ہم ناکام نہیں ہوں گے۔ اس لیے کہ اپنی بساط کے مطابق اپنی ذمہ داری ادا کر دینے سے ہماری آخرت ان شاء اللہ ضرور سنور جائے گی اور یہی اصل کامیابی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنی رضا اور اخروی فلاح عطا فرمائے۔ آمین [مرتب: محبوب الحق عاجز]

# ذات پات کا اسلامی تصور

طارق نعیم

کفر سے اسلام میں داخل ہونے سے قبل عقائد کی ایک بڑی خلیج اسلام اور کفر کے درمیان حائل ہوتی ہے، لیکن جوں ہی ایک شخص لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتا ہے تو اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ مسلمان بھائی بھائی ہیں کے مصداق وہ اسلام میں داخل ہو کر ایک اسلامی بھائی بن جاتا ہے۔ اسلام دینِ اخوت و محبت ہے۔ اس میں موجود بھائی چارہ کی مثال کسی اور دین و مذہب میں نہیں ملتی۔ آپؐ نے ہجرت مدینہ کے بعد مسلمانوں کو مواخات کا جو عملی سبق دیا وہ تاریخ انسانی میں اپنی نوعیت کا یکتا واقعہ ہے۔

مسلمان خواہ کسی قوم، رنگ، نسل یا ذات سے تعلق رکھتا ہو وہ مسلمان ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، مسلمان جسد واحد کی مانند ہیں۔ اگر ایک عضو کو تکلیف ہو تو سارا جسم دُکھتا ہے، مگر بدقسمتی سے پاکستان کی ثقافت میں ہندو معاشرے کے زیرِ اثر جس طرح اسلامی طور اطوار ہندووانہ رسومات داخل ہونے کی وجہ سے ان کی اصل ہیئت اب تبدیل ہو چکی ہے، اسی طرح ذات پات کا درست اسلامی تصور بھی مسخ ہو کر رہ گیا ہے، جس نے اسلامی بھائی چارہ کو بے حد متاثر کیا۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا ۚ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ﴾ (الحجرات)

"اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تم کو مختلف قومیں اور مختلف خاندان بنایا، تا کہ ایک دوسرے کو شناخت کر سکو۔ اللہ کے نزدیک تم سب میں شریف (قابل احترام) وہی ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو۔"

اللہ تعالیٰ نے خاندانوں اور قوموں کی نعمت انسانوں کو صرف پہچان اور تعارف کیلئے عطا کی تھی مگر انہوں نے اس کو تفاخر اور تکبر کا ذریعہ بنا کر رکھ چھوڑا۔

دکھ کی بات تو یہ ہے کہ پاک و ہند کے مسلمانوں کے پاس بھی عرب معاشرہ کی طرح نبی اکرم ﷺ کی تمام اعلیٰ اخلاقی تعلیمات موجود تھیں لیکن پھر بھی ہم ایک کافر معاشرہ سے اثر قبول کرتے رہے۔ آج پاکستان کو بنے ہوئے اکسٹھ برس ہو چکے لیکن وہ فرسودہ باتیں جن کی بدولت خود ہندو قوم پریشان ہے، ہم میں سے کچھ اکھڑ اور جاہل لوگ ان ہی دائروں میں مقید ہیں، جن سے اسلامی تعلیمات بالکل بھی مطابقت نہیں رکھتیں۔ ممکن ہے کہ آپ کا سابقہ بھی کچھ ایسے مسلمانوں سے پڑا ہو جو اپنی اولاد کو ذات پات کی بھینٹ چڑھا کر ان کی عمر بھر شادیاں نہیں کرتے کہ ان کی ذات برادری سے باہر شادی ممکن نہیں۔ ایسے لوگوں کے نزدیک ذات پات کی نسبت (نعوذ باللہ) اسلام کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔

> اللہ تعالیٰ نے خاندانوں اور قوموں کی نعمت انسانوں کو صرف پہچان اور تعارف کیلئے عطا کی تھی مگر انہوں نے اس کو تفاخر اور تکبر کا ذریعہ بنا کر رکھ چھوڑا۔

ہندو معاشرہ میں ایک ہی مذہب کے ماننے والوں میں جس قدر تفریق پائی جاتی ہے یہ بھی اپنی جگہ ایک بدترین مثال ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ کوئی مذہب بھی اپنی ابتدائی تعلیمات میں اس قسم کی تفریق روا نہیں رکھ سکتا۔ قرآن سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ ان کے مذہب میں بھی اسی طرح بعد میں ملاوٹ ہوئی ہوگی جس طرح آج ان کے مذہب کی بدولت یہاں اسلامی نظریات میں ہو چکی۔ کیونکہ لفظ "براہمن" تو ایک عظیم لفظ ہے جو حضرت ابراہیمؑ کے ماننے والوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے پاکستان میں "سید" کا لفظ خاندان نبوت کے لوگوں کے احترام میں بولا جاتا ہے (احوال آنکہ بین الاقوامی طور پر جو لفظ بولا جاتا ہے ہاشمی۔ قریشی ہے اور یہ بلاشبہ درست بھی ہے) اور وہ لوگوں کو اپنے ساتھ بٹھانے کی بجائے نیچے بٹھا کر فخر محسوس کرنے لگتے ہیں، جبکہ یہ بات بجائے خود اسلامی تعلیمات کے بالکل برعکس ہے۔ لہٰذا جب کوئی غلطی ابتداً کسی مذہب کے نظریات میں شامل ہو چکی ہو تو بعد والوں سے درستی کا تصور بھی ناممکن ہو جاتا ہے، کیونکہ اب اس میں مذہبی عقیدت شامل ہو جانے کی وجہ سے کوئی اس کے خلاف بات کہنے یا سننے کو قطعاً تیار نہیں ہوتا۔ آج یہی مشکل ہمارے معاشرہ میں بھی ہے۔

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اسلام میں ذات پات کے اس غلط تصور کی سرے سے جڑ ہی کاٹ دی جس میں کسی کے اعلیٰ النسل ہونے کا پہلو نیکی اور تقویٰ پر حاوی ہو۔ آپ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر جو خطبہ ارشاد فرمایا وہ تاریخ میں سنہری لفظوں سے لکھنے کے قابل ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

(( اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ وَاِنَّ اَبَاكُمْ وَاحِدٌ اَلَا لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلٰى عَجَمِيٍّ وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلٰى عَرَبِيٍّ وَلَا لِاَحْمَرَ عَلٰى اَسْوَدَ وَلَا لِاَسْوَدَ عَلٰى اَحْمَرَ اِلَّا بِالتَّقْوٰى ))

"اے لوگو! تم سب کا پروردگار ایک ہے اور تم سب کا باپ (آدم) ایک ہی ہے۔ پس کوئی فضیلت نہیں عربی کو عجمی پر، عجمی کو عربی پر، سرخ کو کالے پر، کالے کو سرخ پر سوائے تقویٰ کے۔"

آج بھی بہت سے غیر مسلم اس بنا پر مسلمان ہو رہے ہیں یعنی جب آنکھوں سے نماز اور خصوصاً حج کے موقع پر مشاہدہ کرتے ہیں کہ صف بندی کے دوران ایک بادشاہ اور دوسرا ملازم، یا ایک امیر اور دوسرا غریب، ایک کالا اور دوسرا سفید، واقف اور ناواقف کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہو جاتے ہیں یہی نہیں بلکہ امام کی ایک آواز پر سب لبیک کہتے ہوئے اپنے مالک حقیقی کے آگے سجدہ ریز ہو جاتے ہیں۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

اسلام کی ابتدا میں آپؐ کا ساتھ دینے والوں میں مکہ کے غلام بھی شامل تھے جیسے حضرت عامر بن فہیرہؓ حضرت یاسرؓ اور ان سب سے بڑھ کر ایک حبشی غلام حضرت بلالؓ جن کے چہرے پر موٹے موٹے ہونٹ تھے

اور وہ کالی سیاہ رنگت کے حامل بھی تھے لیکن تاریخ گواہ ہے کہ آپ ﷺ کو وہ اس قدر محبوب اور پیارے تھے کہ آپ ﷺ کے بعد حضرت ابو بکرؓ انہیں نبی اکرمؐ کے عطا کردہ مقام کی بنا پر سیدنا بلالؓ کہہ کر پکارا کرتے تھے کیونکہ آپؐ نے فرمایا تھا کہ اے بلالؓ تم مجھ سے پہلے جنت میں داخل ہو گے، کیونکہ جنت میں داخلہ کے وقت وہ آپ ﷺ کی سواری کی لگام تھامے ہوئے ہوں گے (یاد رہے عرب کے معاشرہ میں غلام کی سماجی حیثیت ایک پالتو جانور سے قدرے ہی بلند تھی)۔

یہ وہ بات تھی جو تمام عرب میں ہمارے آج کے معاشرہ کی طرح کسی کو ہضم نہ ہوتی تھی لیکن ساتھ ہی جب وہ عملی طور پر اس تعلیم کی برکات کو بغور قریب سے دیکھتے تو اندر سے آپ کی تعلیمات کے قائل ہو جاتے کیونکہ معاشرتی مساوات جو انسانی تمدن میں شروع سے ایک بنیادی مسئلہ رہا ہے اس کو بالفعل قائم ہوتے دیکھ کر بہت حیران و پریشان ہو جاتے کہ تاریخ انسانی میں یہ بات کہی تو بہت مرتبہ گئی لیکن عملاً اس کا نمونہ کوئی دکھا نہ سکا تھا، یعنی کہنا تو بہت آسان ہے لیکن عمل بہت ہی مشکل۔

بحیثیت امتی اب ہمارا فرض ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات اور عمل کی روشنی میں ذات پات کے غلط تصور کو اسی طرح درست کر لیں جیسے آپ ﷺ نے اپنی امت کو دیا ہے۔ زمانہ گواہ ہے کہ حق کو قبول کرنے کیلئے جو بڑی بڑی رکاوٹیں لوگوں اور انبیاء کے درمیان حائل ہوتی رہی ہیں انہیں میں ایک ذات اور برادری بھی تھی۔

قرآن کریم کی وہ مشہور آیت جس میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک طرف آٹھ محبتوں کا ذکر فرمایا اور دوسری طرف تین محبتیں یعنی اللہ اسکے رسولؐ اور جہاد کی محبت۔ اور فرمایا کہ اگر ان تین محبتوں پر آٹھوں محبتیں یا ان میں سے کوئی محبت غالب رہی تو پھر انتظار کرو اس وقت کا جب اللہ تعالیٰ عنقریب اپنا فیصلہ سنا دیں۔ انہیں آٹھ میں سے ایک خاندان یا ذات برادری کا بھی ذکر ہے۔

آئیے، آج ہم حق پرست بن کر دل میں عہد کریں کہ ہم اپنے اور حق کے درمیان کبھی بھی انا، ذات برادری یا کسی بھی ایسی شے کو حائل نہیں ہونے دیں گے جو ہمیں راہ حق سے روکے۔ ہم نبی اکرم ﷺ کی سچی تعلیم کے مطابق ہمیشہ صرف تقویٰ کو وجہ عزت قرار دیں گے۔ ان شاء اللہ۔

وما علینا الا البلاغ

✿✿✿✿✿

**دعوتِ فکر**

# کچھ دیر رُک کر سوچئے!

مراسلہ: عبدالرزاق

**اگر آپ سمجھتے ہیں کہ**

☆ موجودہ نظام غلط ہے اور یہ ظلم پر مبنی نظام تبدیل ہونا چاہیے

☆ یہ طاغوتی نظام امیر اور غریب کے درمیان خلیج کو وسیع تر کر رہا ہے

☆ یہ شیطانی نظام ہماری موجودہ نسل کو اسلام سے برگشتہ کرنے کا ذریعہ بن رہا ہے

☆ یہ نام نہاد جمہوری نظام ہماری اخلاقی اقدار کو دیمک کی طرح چاٹ رہا ہے

☆ یہ مادہ پرستی پر مبنی نظام ہمیں اللہ کا بندہ بنانے کی بجائے نفس کا غلام بنا رہا ہے

☆ یہ ابلیسی نظام عورت کے تقدس اور چادر اور چار دیواری کی اسلامی اقدار کو بری طرح پامال کر رہا ہے۔ اس نے صنف نازک کو اشتہاری جنس بنا دیا ہے۔

☆ یہ وڈیروں، جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کا استحصالی نظام عوام الناس کو روٹی، کپڑا اور مکان کے سبز باغ دکھا کر موجودہ مہنگائی کے ذریعے اُن سے آخری نوالہ بھی چھیننا چاہتا ہے

☆ یہ سودی معیشت پر مبنی نظام پر فریب اسکیموں کے ذریعے غریب عوام کے خون کا آخری قطرہ بھی نچوڑنا چاہتا ہے۔

**تو پھر کچھ دیر رُک کر سوچئے کہ**

اس ظالمانہ باطل نظام کو تبدیل کرنے کے لیے آپ کیا کر سکتے ہیں؟

اِس باطل نظام کو اس انقلابی طریقہ سے بدلا جا سکتا ہے جس طور سے اللہ کے رسول ﷺ نے بدلا تھا یعنی ہمیں انقلاب کا نبویؐ منہج اختیار کرنا ہوگا جو مرحلہ وار بھی ہے اور صبر آزما بھی۔ آپ اِس انقلاب میں کس طرح حصہ ڈال سکتے ہیں، اس کے لیے مرکزی دفتر تنظیم اسلامی سے رابطہ کریں۔


برائے رابطہ: مرکزی دفتر تنظیم اسلامی: گڑھی شاہو، لاہور۔ 54000

فون: 6316638 - 6366638 فیکس: 6271241

E-mail:markaz@tanzeem.org web: www.tanzeem.org


**نوٹ:** الحمد للہ پاکستان کے مختلف شہروں میں تنظیم کے علاقائی دفاتر موجود ہیں۔ آپ اپنے علاقے میں تنظیم اسلامی کے دفتر سے رابطہ کے لیے درج بالا نمبروں سے معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔

# محمد رسول اللہ ﷺ کی جامع کمالات ہستی

فرید اللہ مروت

ربیع الاوّل کے مہینے میں سید الاوّلین والآخرین محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی مبارک زندگی کے کئی پہلوؤں کو اجاگر کیا جاتا ہے۔ کہیں پر ولادت باسعادت کے تذکرے ہوتا ہے، کہیں پر عشق رسول اللہ ﷺ کا ذکر ہوتا ہے، کہیں اطاعت رسول کا مفہوم بیان کیا جاتا ہے، کسی جگہ اخلاق نبوی کا ذکر کیا جاتا ہے، کہیں پر آپؐ کی مبارک تعلیمات کے بارے میں تفصیلات بتائی جاتی ہیں۔ گویا کہنے والے کے سامنے ایک سمندر ہوتا ہے جس میں سے وہ چلو بھر پانی لیتا ہے، مگر کسی بھی تعریف کرنے والے کے بس کی بات نہیں کہ وہ آپؐ کی تعریف کا حق ادا کرسکے۔

جس ذات کی تعریفیں خود اللہ تعالیٰ نے کی ہوں، جن کی عظمتوں کی گواہی قرآن مجید نے دی ہو کہ ﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ "تو ان کی ہم کیا تعریف کرسکتے ہیں۔ بقول شاعر

ہزار بار بشویم دہن زمشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

(یارسول اللہ ﷺ! اگر ہم ہزار بار بھی اپنے منہ کو مشک وگلاب کے ساتھ دھولیں تو پھر بھی ہم جیسوں کے لیے آپؐ کا نام لینا بے ادبی میں شامل ہوگا۔)

**رسول رحمت:**

خالق کائنات نے لوگوں کی رہنمائی، قرآن کی تشریح وتعبیر اور احکام الٰہی کے نفاذ کے لیے ایک ایسی شخصیت مبعوث کی، جسے جامع کمالات بنایا۔ قرآن پاک نے آپؐ کا ذکر ان الفاظ میں کیا:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ﴾
(الانبیاء)

"ہم نے آپؐ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔"

**روشن زندگی:**

ہمارے نبیؐ کی روشن زندگی کے جس پہلو کو دیکھا جائے اس سے انسان کو ہدایت ملتی ہے۔ ہیرے کی یہ خاصیت ہوتی ہے کہ اس کو جس زاویے سے بھی دیکھیں وہ چمکتا ہوا نظر آتا ہے۔ ہمارے پیارے نبی ﷺ کی مبارک زندگی بھی ایسی ہے کہ اس کو جس زاویے سے بھی دیکھیں آپ کو ہر طرف سے چمکتی ہوئی نظر آئے گی۔

**انسان کامل:**

دنیا کے اندر بڑے بڑے لوگ آئے۔ کوئی جرنیل بنا، کوئی سپہ سالار رہا، کوئی وقت کا حکمران بنا، کوئی فلاسفر بنا اور کوئی طبیب بنا۔ ان سب نے دنیا میں اپنی عظمتوں کا لوہا منوایا۔ لیکن سب اپنا کام ادھورا چھوڑ کر چلے گئے۔ اور

> ہمارے نبی ﷺ کی روشن زندگی کے جس پہلو کو دیکھا جائے اس سے انسان کو ہدایت ملتی ہے۔ ہیرے کی یہ خاصیت ہوتی ہے کہ اس کو جس زاویے سے بھی دیکھیں وہ چمکتا ہوا نظر آتا ہے

کوئی عظیم انسان اپنے شعبہ کو بھی کمال تک نہ پہنچا سکا اور ہر جگہ بہتری کی گنجائش رہی۔ البتہ انسانی تاریخ میں ایک ہستی ایسی گزری ہے جس نے تکمیل کار کی اللہ اور بندوں دونوں سے سند حاصل کی۔ آپؐ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ایک لاکھ پچیس ہزار جاں نثاروں سے پوچھا: لوگو! بتاؤ میں جس پیغام کو لے کر آیا تھا، کیا میں نے وہ پیغام آپ لوگوں تک پہنچا دیا ہے۔ سب نے یک زبان ہوکر کہا: بے شک آپؐ نے حق تبلیغ، حق نصیحت اور حق امانت ادا فرمادیا۔ پھر آپؐ نے اپنی شہادت کی انگلی آسمان کی طرف اٹھائی اور تین بار فرمایا: "اے اللہ! تو گواہ رہنا۔"

بے شک آپؐ ہمارے اور پوری نوع انسانی کے ایسے عظیم قائد ہیں کہ دنیا کے ہر غیر متعصب شخص کو جن کی زندگی پوری تاریخ انسانی میں کامل ترین نظر آتی ہے۔

**رہبر کامل:**

جب ہمیں عملی زندگی کے کسی شعبے میں رہنمائی حاصل کرنے کی ضرورت ہوتی ہے تو نبی کریم ﷺ کی مبارک زندگی کھلی کتاب کی مانند ہمارے سامنے آتی ہے اور ہم جو بھی عمل کرتے ہیں خواہ چھوٹا ہو یا بڑا، آپؐ کے اقوال اور اعمال ہمارے سامنے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کی پاکیزہ اور کامل زندگی نے دنیا کے ہر میدان میں انسانیت کی رہبری فرمائی۔

**معلم کاملؐ:**

دنیا کے ہر میدان میں چاہے سیاست ہو یا عدالت، دینی تعلیم ہو یا فلسفہ، آج دنیا میں جتنی بھی تعلیمات ہیں وہ سب کی سب اسی آفتاب ہدایت سے پھوٹی ہوئی کرنیں نظر آتی ہیں۔ معجزہ یہ ہے کہ یہ معلم کامل خود امی تھے۔

**سپہ سالار اعظم:**

ہمارے آقا امیر عسکر اور سپہ سالار کی حیثیت سے دنیا کے تمام فوجی رہنماؤں سے ممتاز نظر آتے ہیں:

☆ آپؐ حد درجہ بلند ہمت اور صاحب عزم وثبات سپہ سالار تھے۔

☆ آپؐ کی ساری جنگیں اسلام کے عادلانہ نظام کے قیام کے لیے تھیں تاکہ انسان کو انسانوں کی غلامی سے نجات دلا کر رب کی غلامی میں لایا جائے، قتل وغارت کے لیے ہرگز نہیں تھیں۔

☆ اکثر سپہ سالاروں کو قوم کی پشت پناہی اور حمایت حاصل ہوتی ہے، جبکہ آپؐ کو ایک نئی قوم کی تشکیل کرنی پڑی۔ مندرجہ بالا نکات کی بنیاد پر پیارے آقا ایک عظیم سپہ سالار کی حیثیت سے پوری دنیا میں منفرد ہیں۔

**پیغمبر انقلابؐ:**

دنیا میں اب تک کئی انقلاب رونما ہوچکے ہیں لیکن حضور ﷺ کا انقلاب ایسا منفرد انقلاب تھا جو انفرادی اور اجتماعی زندگی کے تمام گوشوں میں برپا ہوا۔ اس محمدیؐ انقلاب کی چند اہم خصوصیات کا کفر کی دنیا کے پاس کوئی جواب نہیں۔

**1۔ کم وسائل کے ساتھ انقلاب:**

محمدیؐ انقلاب کی پہلی خصوصیت یہ تھی کہ اللہ کے محبوبؐ نے دنیا کے اندر اتنا بڑا انقلاب اتنے کم وسائل کے ساتھ پیدا کیا۔ دنیا میں اتنے کم وسائل کے ساتھ کسی مکمل انقلاب کی نظیر نہیں ملتی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی خاص مدد ونصرت کی دلیل ہے۔

**2۔ کم وقت میں انقلاب:**

انقلاب برپا کرنے کے لیے وقت کی اہمیت سے

انکار نہیں کیا جا سکتا لیکن محمدیؐ انقلاب کی دوسری خصوصیت فقط تئیس سال کا مختصر عرصہ ہے۔ مدینہ منورہ تشریف لے جانے کے بعد آپؐ نے کھل کر کام کرنے کا آغاز کیا۔ اس قلیل عرصے میں اللہ کے محبوبؐ نے اس دنیا کو سیاسی، معاشی اور معاشرتی سطح پر انقلاب برپا کر کے دکھا دیا۔ اِس قلیل عرصہ میں قوموں کا رخ بدل دینا اور اتنا ہمہ جہت انقلاب برپا کر دینا نوعِ انسانی میں صرف اور صرف آپؐ کا کارنامہ ہے۔

**3۔ غیر خونی انقلاب:**

خون ریزی کے بغیر انقلاب کا تصور ممکن نہیں لیکن محمدیؐ انقلاب کی تیسری خصوصیت یہ ہے کہ اِس انقلاب کے دوران بہت کم جانی نقصان ہوا۔ تاریخ کی کتابوں کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی مبارک زندگی میں جتنی بھی جنگیں لڑی گئیں، ان میں مسلمان شہداء اور مقتول کفار کی تعداد 1062 افراد تھی۔ اس اعتبار سے ہم نبویؐ انقلاب کو غیر خونی انقلاب کہہ سکتے ہیں۔

فرانس کے انقلاب میں 25 لاکھ لوگ کام آئے۔ روس میں کیمونزم کے انقلاب نے جو محض ایک معاشی انقلاب تھا، 40 لاکھ انسانوں کو موت کی نیند سلا دیا۔ مگر ہمارے محبوب ﷺ نے اتنے کم جانی نقصان کے ساتھ دنیا کو ہدایت کا راستہ دکھایا۔

**ہماری ذمہ داری:**

رسول مقبول ﷺ کی پاکیزہ زندگی ہمارے لیے بہترین نمونہ اور ایک ایسی مشعل ہے جس کی روشنی ہر عہد اور ہر زمانے کے لیے ہے۔ اسی روشنی سے تاریکیاں اجالوں میں بدل سکتی ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ اپنے آقا محبوب خدا کی تعلیمات سیکھیں اور ان کے مطابق زندگی گزاریں۔ کیونکہ جب حضور ﷺ دنیا میں تشریف لائے تو قوم یقیناً جہالت کی اتھاہ گہرائیوں میں گری پڑی تھی۔ آپؐ نے اس قوم کے نوجوانوں پر محنت فرمائی اور جب وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو گئے تو پوری دنیا کی ہدایت کا ذریعہ بنے۔ آئیے، اپنے اس پیغمبر ﷺ کی عظمت کو سلام کرتے ہوئے آپ کی پاکیزہ زندگی کے مطابق اپنے دلوں میں ایک اچھی زندگی گزارنے کا عزم مصمم کریں اور ملک خداداد پاکستان میں نظام مصطفیٰ ﷺ کے قیام کے لیے اپنی صلاحیتیں وقف کر دیں۔ اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنے محبوب ﷺ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اچھے اخلاق اپنانے اور طاغوتی قوتوں سے مردانہ وار مقابلہ کی ہمت اور توفیق نصیب فرمائے۔ (آمین)

نہ جب تک کٹ مروں میں خواجۂ یثرب کی حرمت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

# میں تنظیم میں کیسے شامل ہوا؟

نوید مزمل

یہ 1993ء کی بات ہے۔ میری عمر 20 سال تھی۔ میری زندگی سورۃ الحدید آیت 20 کے مطابق زیب و زینت میں گم تھی کہ ہمارے ہر دلعزیز ماموں جان کا انتقال ہو گیا۔ انتقال سے چند ہفتے پہلے ان کی طبیعت خراب ہوئی۔ چیک اپ کرایا تو پتا چلا کہ ان کو کینسر ہے۔ اور بیس دن کے اندر وہ ہم سے بچھڑ گئے۔ اِس سانحہ پر پہلی بار احساس ہوا کہ زندگی کی حقیقت کیا ہے۔ اس سے پہلے والد صاحب کا انتقال 1985ء میں ہو گیا تھا، لیکن اس وقت میری عمر 13 سال تھی اور بڑے بھائی ابصار احمد نے ہمیں والد کی کمی کا احساس نہ ہونے دیا، حالانکہ ان کی عمر بھی صرف 24 سال تھی۔ ماموں جان کے انتقال نے میری زندگی بدل دی۔

یہ 1993ء کے رمضان کی 23ویں شب تھی، جب میں نے اپنے رب سے تین دعائیں مانگی: (1) مجھے پنج وقتہ نمازی بنا اور خصوصاً فجر کی نماز مجھ پر آسان کر دے۔ (2) مجھے قرآن سے جوڑ دے (3) مجھے ایسی اجتماعیت عطا فرما، جس میں رہ کر میں پورے دین پر عمل کر سکوں۔ میری یہ سب دعائیں قبول ہو گئیں۔ رمضان کے بعد تبلیغی جماعت اور اسلامی جمعیت طلبہ سے تعلق قائم ہوا۔

تبلیغی جماعت سے تعلق چند دن کا رہا البتہ اسلامی جمعیت طلبہ سے تعلق بہت گہرا ہو گیا۔ میری پہلی تحریکی بنیاد جمعیت بنی۔ جمعیت نے مجھے بہت کچھ دیا، جس کا احسان میں زندگی بھر نہیں بھولوں گا۔ تین سال جمعیت میں بڑے فعال گزارے۔ نہ کھانے کا ہوش، نہ آرام کا خیال، بس اسلام اور اُس کے غلبے کی فکر ہر وقت دامن گیر رہتی تھی۔ پھر میرا جمعیت سے ایک نکتے پر اختلاف ہو گیا۔ یہ اختلاف اصلاً جمعیت سے نہیں بلکہ جماعت اسلامی سے تھا۔ میں نے جمعیت کے ذمہ داران کو بتایا کہ جمعیت کا جماعت اسلامی سے کوئی تعلق نہیں ہونا چاہیے۔ ظاہر ہے کہ یہ بات بہت ہی مشکل تھی۔ بس میرا اختلاف بڑھتا چلا گیا۔ اب میں نے دوسری جماعتیں دیکھنا شروع کی، لیکن کسی پر بھی مطمئن نہ ہو سکا۔ اب میں نے فیصلہ کیا کہ صرف چھ ماہ پاکستان میں رہوں گا، اس کے بعد کشمیر چلا جاؤں گا۔ بس پھر واپس نہیں آؤں گا، یعنی شہید ہو جاؤں گا۔ اب میں نے کشمیر کے لیے تیاری شروع کر دی۔ اس دوران میرے دوست صابر علی نے جن کی وجہ سے میں جمعیت میں شامل ہوا تھا، مجھے ایک درس قرآن کی دعوت دی جو ہادی مارکیٹ ناظم آباد کراچی میں تھا۔ یہ درس انجینئر نوید احمد نے دیا۔ میرے ذہن میں جماعت کا تصور یہ تھا کہ اُس کے وابستگان میں تبلیغی جماعت کی سی وضع قطع اور جمعیت کی فکر اور جذبہ ہو۔ درس کے بعد دل نے گواہی دی کہ یہ وہی جماعت ہے، جس کو میں تلاش کر رہا تھا۔ اگر کوئی اسی وقت مجھے بیعت فارم دیتا تو میں اسی وقت اس کو پُر کر دیتا۔ اِس درس کو سننے کے بعد میں نے تنظیم اسلامی کو اچھی طرح سمجھنے کی کوشش شروع کر دی۔ اب پتا چلا کہ اس تنظیم کے امیر ڈاکٹر اسرار احمد ہیں۔ جب ہم جمعیت میں تھے تو اُس وقت بھی ڈاکٹر صاحب کو جانتے تھے۔ ڈاکٹر صاحب جمعیت کے ناظم اعلیٰ رہ چکے تھے۔ بعد ازاں وہ جماعت اسلامی میں رہے اور پھر جماعت کو بھی چھوڑ گئے۔ یہ بھی معلوم تھا کہ وہ درس قرآن بہت اچھا دیتے تھے لیکن یہ معلوم نہیں تھا کہ انہوں نے کوئی جماعت بھی بنائی ہے۔ میں نے ایک مہینے میں تنظیم اسلامی کو اچھی طرح سمجھ لیا اور تنظیم اسلامی میں شامل ہونے کا فیصلہ کر لیا۔ اس وقت تک میں نے جمعیت نہیں چھوڑی تھی، اس لیے کہ میں اسلام کو بغیر جماعت کے نامکمل سمجھتا تھا۔ پھر میں نے جمعیت سے استعفاء دے دیا اور تنظیم میں شامل ہو گیا۔ عمل اور فکر میں کمی و زیادتی تو ہوتی رہتی ہے لیکن جو فکر میں نے جمعیت میں سیکھی تھی، اس میں کچھ کمی نہیں ہوئی۔ (الحمدللہ) تنظیم میں شامل ہونے کے چھ ماہ بعد ایک ساتھ ملتزم رفیق اور نقیب بنا دیا گیا۔ اب مجھے تنظیم میں شامل تیرہ سال ہو گئے ہیں۔ تنظیم میں میرے اتنے محسن ہیں کہ میں خود انہیں شمار نہیں کر سکتا۔ بس سب کے لیے یہی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہو جائے اور مجھے زندگی کی آخری سانس تک اپنے دین پر قائم رکھے۔ (آمین)

# فساد میں آپ کا حصّہ

مرتب: خواجہ محمد اسلم

زندگی کا کوئی شعبہ ہو یا گوشہ، اس میں خرابی پیدا کرنا، اس کا توازن بگاڑنا، اس کے حُسن اور افادی اقدار کو درہم برہم کرنا فساد ہے۔ فطری نظامِ زندگی میں فساد قتل وخون ریزی سے زیادہ بڑی برائی ہے (البقرۃ:191)

شیطان اور نفسِ امّارہ مل کر انسانوں کے فسادی اقوال واعمال کو وسوسہ اندازی (Evil suggesting) اور جمالیاتی فریب کاری (Aesthetic illusioning) کے ذریعے، حسین بنا کر دکھاتے اور انہیں اس زُعم میں مبتلا کر دیتے ہیں کہ وہ فسادی نہیں بلکہ اصلاح وفلاح کے کام کر رہے ہیں۔ فسادی لوگ یقیناً ایک بہت بڑے دھوکے میں مبتلا ہیں!

اقوال وافعال کے فساد کی بڑی وجہ حُسنِ نیت کی بجائے بدنیتی اور خود غرضی ہے، نیز اللہ تعالیٰ اور آخرت پر حُسنِ یقین وایمان کا فقدان یا کمزور اور باطل سفارش و معافی کے عقائد وخیالات بھی وجہ ہیں۔

آیئے دیکھیں! زندگی کے مختلف گوشوں میں فساد کیوں کر پیدا ہو رہا ہے؟

"دینی" زندگی میں شرک وبُت پرستی، غُلُوّ فِی الدِّین، جاہلانہ رسوم وقیود، فرقہ بندی اور حدود اللہ سے تجاوز فساد ہے۔

"سیاسی" زندگی میں "اِنِ الحُکمُ اِلّا لِلّٰہ" (حاکمیت اعلیٰ اللہ کا حق ہے) کے فرمانِ الٰہی کی خلاف ورزی کرنا، فرعونی وہامانی اور قارونی وآزری کرنا اور رعایا کے انسانی حقوق سلب کرنا، مثلاً اجتماعی کفالت کا بندوبست نہ کرنا، مُلکی وقومی مفادات کو ذاتی خود غرضی، خود پسندی اور اقرباپروری کی بھینٹ چڑھا دینا بدترین فساد ہے۔

"اقتصادی" زندگی میں فساد ہر طرح کی بددیانتی ہے: کم تولنا، کم ماپنا، ذخیرہ اندوزی، چیزوں میں ملاوٹ، چور بازاری، سمگلنگ، سُودی کاروبار وغیرہ۔ محنت کشوں کا استحصال اور مال ودولت کو جمع کر کے اسے محبوب اور ناکارہ (Idle, shy, barren) بنانا بھی فساد ہے۔

"عمرانی" فساد کا مطلب شہری قوانین کی خلاف ورزی، چوری، ڈکیتی، رہزنی، قتل وغارت کی وارداتیں کرنا، اور غیبت، بہتان طرازی، نفاق، تکذیبِ حق اور شقاوتِ قلبی کا مظاہرہ ہے۔ نیز گونگی بہری محبت، علاقائی، گروہی، طبقاتی، لسانی، مذہبی اور ذاتی پسند وناپسندی کا تعصب بھی فساد ہے۔

"عائلی" زندگی میں محبت، احسان، غم گساری، ہمدردی، ایثار، قربانی، خلوص اور باہمی اعتماد کا فقدان فساد ہے۔ نیز جھوٹ، وعدہ خلافی، اور خیانت کے قبیح ترین کام کرنا، حلال، طیّب، کریم اور حسنہ رزق کے عدم حصول اور حرام وخبیث کمائی سے بچنے کی احتیاط نہ رکھنا بھی بدترین فساد ہے۔

"انفرادی" زندگی میں تکبر، بغض، کینہ، حسد، ہوس، غصہ، لالچ، حرص، بخل، منافقت اور جہالت کے اوصاف بھی فساد کے سبب ہیں۔

"ثقافتی فساد" کے معانی ہیں: فحشا ومنکرات کے مظاہرے، مثلاً مرد وزن کا آزادانہ میل جول، بے حجابی و عُریانی، رقص وے نوشی، جنسی واخلاق سوز واقعی یا تصوری نظارے، مخرب الاخلاق ادب وفن اور تمثیلیں، مُسکرات نوشی وفروشی، قمار بازی، جمال فروشی، ضمیر فروشی، بدن فروشی، قلم وتملق فروشی، شبینہ کلبوں کے حیا سوز مناظر وغیرہ وغیرہ۔

"عسکری فساد" کا مطلب ہے، فوج میں نظم وضبط کا فقدان یا کمی، فوجی بغاوتیں اور فوج کا حکومت پر قبضہ کر لینا یا سیاست میں حصہ لینا وغیرہ۔

"انتظامیہ" اور "عدلیہ" میں عہدوں پر اہل ومستحق افراد کو نہ لگانا بلکہ اقرباپروری اور خود پسند وناپسند کا تعصب برتنا، نیز معاملات کو عدل وانصاف بلکہ احسان کے ساتھ نہ نمٹانا بدترین فساد ہے، پھر سفارش اور رشوت کی وجہ سے ہر طرح کی کرپشن اور لُوٹ مار کا راج ہو جاتا ہے۔ یوں اہل ومستحق افراد اپنے بنیادی حقوق سے محروم ہو جاتے ہیں جو بہت بڑے فساد کا سبب بنتا ہے۔ آئین اور قانون کی ہر ایک کیلئے پابندی نہ کرنا، نہ کروانا ظلم وفساد پیدا کرتا ہے۔

فساد اہلِ صراطِ مستقیم کے بجائے، گمراہ اور مغضوب لوگوں کے سفرِ زندگی کی رسم وراہ ہے، جس کی منزل آخر جنت کی بجائے جہنم ہے۔ وہ یقیناً ایک خوفناک، غم انگیز اور تکلیف دہ ٹھکانہ ہوگا۔

حاملینِ حق یا اہلِ عقلِ سلیم کا خود بچنا اور لوگوں کو فساد سے روکنا نجات کا باعث ہوگا، ورنہ وہ بھی مجرمین کے ساتھ ہلاک وبرباد ہوں گے۔

فساد سے متعلق قرآنِ حکیم کی ان دو اور دیگر آیات کو اپنی نگاہ میں رکھیے!

"دیکھو جو اُمتیں یا قومیں تم سے پہلے گزر چکی ہیں، ان میں ایسے عقلِ سلیم والے کیوں نہ (میدانِ عمل میں) نکلے جو لوگوں کو مُلک میں فساد (Mischief) کرنے (یعنی حیاتِ اجتماعیہ کا توازن بگاڑنے) سے روکتے، بجز معدودے چند کے، جن کو اُن میں سے ہم نے (اپنے قانونِ انعام و فضل کے مطابق عذاب سے) بچا لیا۔ لیکن جو (شرک وستم) ظلم وفساد کرنے والے تھے وہ (دُنیاوی) عیش وعشرت کے پیچھے لگے رہے، جن کے سامان ہم نے انھیں بکثرت دیے تھے؛ اور وہ (عادی) مُجرم تھے (چنانچہ وہ ہلاک وبرباد ہوئے)۔ اور تمہارا پروردگار ایسا نہیں ہے کہ آبادیوں کو ناحق ہلاک وبرباد کر دے، جبکہ ان کے باشندے (اپنے اور افرادِ معاشرہ کے عقائد ومسالک اور اخلاق وکردار کی) اصلاح کرنے والے ہوں۔" (ھود:116,117)

اپنے آپ سے پُوچھیے! کہیں آپ زندگی کے مختلف شعبوں میں فساد کی وجہ تو نہیں بن رہے؟ ایسا ہے تو رُک کر غور کریں اور اپنے آپ کو ہلاکت وبربادی سے بچائیں۔

سبھی تھے زہر کی نفرت کی کاشت میں شامل
پکی ہے فصل تو اب کاٹتے سے ڈرتے ہو

## فساد کے تباہ کن اثرات ونتائج

معاشرے میں اصلاح وفلاح، عدل واحسان اور ہم آہنگی قائم نہ رہے، تو اس کی جگہ فساد واقع ہو جاتا ہے، جس کے اثرات ونتائج بہت خوفناک نکلتے ہیں۔ یہ نتائج مندرجہ ذیل ہیں:

1- حُسنِ ایمان کی جگہ، ایمان بالباطل لے لیتا ہے۔

توحید کی جگہ، شرک، منافقت اور ریاکاری عام ہو جاتی ہے۔

2- تحسین اعمال (Sublime and beautiful deeds) کی جگہ، اعمالِ سوء (Evil, ugly and wrong deeds) لے لیتے ہیں۔

3- حُسنِ خلق کی جگہ، بدخلقی آجاتی اور اخلاقی جرأت ناپید ہو جاتی ہے۔ سچ کہنا اور سچی شہادت دینا نہایت مشکل ہو جاتا ہے۔

4- امانت و دیانت، خیانت و بے ایمانی میں، ایفائے عہد اور اعتماد، وعدہ خلافی، بے اعتمادی اور بے اعتباری میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔

5- انسان کے بنیادی حقوق غصب ہو جاتے ہیں اور عدل و احسان کی جگہ، ظلم و استحصال لے لیتے ہیں۔ حلال اور حرام کی تمیز نہ رہے تو من کی دولت کہاں سے ملے گی۔

6- خوشحالی و آسودگی کی جگہ، بھوک ننگ ڈیرہ جمالیتی ہیں، نیز صحت و تندرستی کی جگہ، مختلف اور عجیب جسمانی و رُوحانی بیماریاں پیدا ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔

7- محبت نفرت میں اور رشک حسد میں بدل جاتے ہیں، یوں فساد افراد اور معاشرہ میں آگ اور سانپ کے زہر کی صورت پھیل جاتا ہے اور وہ جان لیوا اور نہایت تکلیف دہ ہے۔ معاشرے میں فساد سے زہر اور آگ نہ بوئیے، ورنہ

بستی والو! زہر بونے کا نتیجہ دیکھ لو
سانپ اُگ آئے ہیں فصلوں کے بجائے کھیت میں

اور پھر سانپ زیادہ پیدا ہو جائیں تو:

سانپ لپٹے ہوئے ہیں شاخوں سے
کیسے چڑیا کا گھر مکمل ہو

(یاد رہے، جاہل، اندھے، جذباتی، پس ماندہ، بے گھر، رنجیدہ، مغتم اور مایوس انسان سانپوں سے بھی زیادہ زہریلے ہوتے ہیں)

سبھی تھے زہر کی نفرت کی کاشت میں شامل
پکی ہے فصل تو اب کاٹنے سے ڈرتے ہیں

8- فقر و غنا حرص و ہوس اور مزید کے حصول کی خواہش میں دب جاتے ہیں۔ شکرِ نعمت، کفرانِ نعمت میں اور فیاضی وسخاوت، کنجوسی و بُخل میں بدل جاتے ہیں۔

9- سچ کی جگہ جھوٹ اور غلط بیانی، نیز عزت کی جگہ الزام اور بہتان راج کرنے لگتے ہیں۔ حلم و بردباری، غصہ و تلخی میں اور خوش مزاجی، تندخوئی میں ڈھل جاتی ہیں۔

10- تکریم انسانی اور تحفظ و آزادی ذات، ذلت ومسکنت اور غلامی و محکومی میں گم ہو جاتی ہیں۔ ایسی زندگی میں سکون و اطمینان کہاں ہوتا ہے۔

11- جمالیاتی ذوق، بدذوقی کا، پاکیزگی و طہارت، گندگی و بدکرداری کا اور حیا، بے حیائی و فحشا کا روپ دھار لیتے ہیں۔ پھر زندگی میں حُسن کیسے رہے گا؟

12- امن خوف میں، جمالیاتی زندگی موت میں اور ارتقا تنزل میں بدلتے دیر نہیں لگتی۔ اس طرح معاشرہ صالح اعمال کے سرور انگیز اثرات سے محروم ہو جاتا ہے۔

13- نظم و ضبط اور صبر و توکل کی جگہ بے اعتدالی، بے صبری، بے چینی اور مایوسی ہوگی۔ ایسے میں بھلا زندگی میں لذت، نگاہ میں آب و تاب اور دلیری کہاں۔

14- بر اور تقوٰی کے کاموں میں تعاون کم، عدوان اور غلط کاموں میں مدد و اتفاق زیادہ ہو جاتا ہے۔ یہی تو اپنے اور دوسروں کے ساتھ ظلم کرنا ہے۔

15- فساد میں انسانی رشتوں کا توازن درہم برہم ہو جاتا ہے۔ باہمی خیر خواہی اور عزت و تکریم کی جگہ، خود غرضی، بدتمیزی اور بے ادبی کے اوصاف پنپتے اور پھیلتے ہیں۔

16- معاشرے میں شہداء اور صالحین کی کمی اور فرعونوں (Dictators)، ہامانوں (Evil civil-military bureaucrats)، قارونوں (Capitalists) اور آزروں (Evil priests) کی کثرت ہو جاتی ہے۔

17- کھرے اور سچے سکے بازار سے غائب ہو جاتے اور اُن کی جگہ مختلف شکلوں کے کھوٹے اور جعلی سکوں کی عملداری بڑھ جاتی ہے۔ ایسے میں انصاف کیسے ہوگا۔

18- فساد سے خلوص، محبت، ہمدردی، ایثار، قربانی، رواداری، خیر خواہی اور انصاف سے وابستگی کا فقدان ہو جاتا اور بیگانگی، اجنبیت، لاتعلقی، بے حسی، خود غرضی، خود پسندی مطلب پرستی، انا پرستی، اقربا پرستی اور خوشامد جنم لیتے ہیں۔

19- فساد افراد اور معاشرہ سے جلال، جمال، زندگی، قومیت، رنگ، نُور، خوشبو اور عفت و حریت لے اُڑتا ہے، جس کے بعد وہ مُردہ، جامد اور بدبودار ہو جاتے ہیں۔

20- فساد کے نتیجے میں انسانیت خوشیوں سے محروم ہو کر غم و اندوہ کا شکار ہو جاتی ہے۔ ایسے معاشرے میں اللہ تعالیٰ اور انسانوں کے درمیان فاصلہ بڑھ جاتا ہے اور وہ آہستہ آہستہ اُس کی رحمت و مغفرت اور ہدایت و نصرت سے محروم ہوتے جاتے ہیں۔ ذرا سوچیے! کیا یہ نہایت عظیم گھاٹا نہیں؟

21- افراد میں، انفرادی اور اجتماعی خودنگری و خودداری کے بجائے خودشکنی عام ہو جاتی ہے اور انسانی ذات کا تانا بانا بکھر جاتا ہے۔ ایسے میں ذات و خیالات اور افعال و کردار میں یک جہتی اور اتحاد و اتفاق کیسے قائم ہوگا؟

22- زندگی انفرادی، اجتماعی، مادی، رُوحانی، دُنیوی اور اُخروی ہے۔ حیاتِ اجتماعیہ میں توازن بگاڑنے والوں کی اپنی زندگی میں توازن قائم نہیں رہتا۔ اُن کی اپنی زندگی تلخ اور غم انگیز اثرات سے محفوظ نہیں رہتی، بلکہ وہ دوسروں سے پہلے خود ان کا شکار ہوتے ہیں۔

23- فساد کے ماحول میں عدل و انصاف کہاں؛ جہاں انصاف نہ ہوگا، شکایات ہوں گی جن کا ازالہ نہ ہوا تو رنج ہوگا، جس سے غصہ اور نفرت پیدا ہوں گے۔ بس پھر چل سو چل۔ بغض، کینہ، دشمنی، حسد، تکبر، نفسانفسی اور قتل و غارت کا عذاب مسلسل فساد کی مختلف شکلوں میں ظاہر ہوگا۔ ایسے میں بھلا امن و سلامتی، جذبہ اخوت اور سکون و اطمینان کہاں ملے گا۔ احساس محرومی، مایوسی، ناامیدی اور خوف و جنون جنم لیں گے، جن کے ہوتے ہوئے زندگیوں میں آسودگی و خوشحالی اور عبادات میں خشوع و خضوع اور لطف و سرور کہاں۔ ایسے میں کوئی کیا اللہ تعالیٰ کے قرب و رضوان، اُس کی حضوری و دوستی اور اُس کی ہم نظری و ہمکلامی کی لذت سے آشنا ہوگا، جو مقصدِ زندگی، غایتِ دین اور مشیتِ الٰہی ہے۔

آپ ہی فیصلہ کریں کہ فساد برپا ہونے سے اسلامی فلاحی معاشرہ کیونکر تشکیل پا سکتا ہے، جس کے آپ بھی ایک ممبر ہیں؟ تو کیا آپ زندگی کے مختلف شعبوں میں فساد کے کاموں سے خود بچ کر اور دوسروں کو روک کر، ایک خوبصورت معاشرہ کی تشکیل و تعمیر میں اپنا حصہ نہیں ڈالیں گے؟

✿✿✿✿✿

**"سیاسی" زندگی میں "اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ" کے فرمانِ الٰہی کی خلاف ورزی کرنا، فرعونی و ہامانی اور قارونی و آزری کرنا اور رعایا کے انسانی حقوق سلب کرنا، مثلاً اجتماعی کفالت کا بندوبست نہ کرنا، مُلکی و قومی مفادات کو ذاتی خود غرضی، خود پسندی اور اقربا پروری کی بھینٹ چڑھا دینا بدترین فساد ہے**

# اُٹھ باندھ کمر کیا ڈرتا ہے

عامرہ احسان

''پاکستان برائے فروخت'' کا باضابطہ اشتہار لگانے میں کوئی کمی پہلے بھی نہ تھی۔ اس کی زمین پر کفر کے اڈوں کو محفوظ ٹھکانے فراہم کر کے افغانستان کو تہہ و بالا کرنے کی قیمت ہم نے آٹھ سال وصول کی۔ اس کی ہوائیں' اس کی عسکری قوت' اس کی شاہراہیں نام نہاد وہشت گردی کی نحوست زدہ جنگ کے لیے بیچی گئیں۔ صلیبی لشکریوں کے چہروں کی شادابی اور جسم و جان کی توانائی بحال اور قوی رکھنے سے لے کر ان کی تمام تر حربی ضروریات فراہم کرنے کے لیے ان کے ٹینکروں' ٹرالروں کے قافلے ہماری شاہراہوں پر مونگ دلتے سالہا سال بلا روک ٹوک گزرتے رہے۔ اس سب کے عوض خون مسلم میں تر بہ تر ڈالر ہم وصول کرتے رہے۔ اگست 2008ء سے 16 فروری 2009ء تک 28 ڈرون حملے پاکستانی سرزمین پر کیے جا چکے۔ اس اثنا میں عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکی قسم کے بیانات اور لطیفہ نما احتجاج سرکاری سطح سے کیے جاتے رہے، تا آنکہ امریکہ کی رند بادہ خوار نے مستی میں سچ اُگل دیا کہ یہ کیا ڈرامہ بازی ہے۔ سرزمین تمہاری' اڈے اور ڈرون ہمارے' اجازت بھی تمہاری بلکہ خواہش بھی تمہاری...... وہیں سے اڑ کر جب ڈرون قبائلی علاقوں میں موت تقسیم کر کے لوٹتے ہیں تو تم کس منہ سے احتجاج کرتے ہو......!

یہ تابوت کا آخری کیل تھا۔ اب ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ دو عدد چوغے درآمد کر کے زرداری صاحب اور رحمٰن ملک صاحب کی ضابطے سے رسم کرزئیت ادا کر دی جائے۔ پاکستان پر امریکہ کی حکمرانی اور کٹھ پتلی حکمرانوں کے مقام کا تعین ڈنکے کی چوٹ پر کر دیا جائے، تاکہ عوام اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنے کے لیے راستہ متعین کر سکیں۔ عوام کی اقسام بھی وضاحت طلب ہیں' عوام ہر دائرے میں پائے جاتے ہیں۔ لیڈران کرام کے بعد ہر ادارے' ہر سیاسی جماعت' دینی جماعت میں عوام پائے جاتے ہیں۔ لیڈر صاحبان تمام سرکاری اداروں' جماعتوں میں درجہ بدرجہ تک تک دیدم دم نہ کشیدم کے مرض میں مبتلا دست و پابستہ امریکی غلامی کے آگے ہتھیار ڈالے بیٹھے ہیں۔ تلملاتے' غم کھاتے' سحر کے انتظار میں شب بیداری کرنے والے ہر سطح کے عوام ہیں۔ خواہ وہ سرکاری عسکری اداروں کے عوام ہوں' سیاسی جماعتوں کی ساکھ بناتے' لیڈروں کو کرسیوں تک پہنچا کر خود سڑکوں پر لائن لگانے والے عوام۔

شاید یہ ڈرونی خوفناک حقیقت (جس کا اندیشہ تو عرصۂ دراز سے تھا، صرف تصدیق باقی تھی) کھل کر سامنے آ جانے کے بعد خوش گمانی کا ہر دروازہ اب بند ہو جائے۔ ہم نے اپنا اسلحہ' اپنی دفاعی عسکری قوت اس جنگ میں خود پاکستان کو فتح کرنے کے لیے ہی نہیں جھونک رکھی بلکہ پاکستان کی سرزمین اور اس کے عوام کے جان و مال کے تحفظ کی خاطر اٹھائے گئے ہر حلف سے ڈرون اڈوں والی بدترین غداری کی ہے۔ اس کے بعد عوام کو گھاس کھلا کھلا کر بھاری بھرکم دفاعی بجٹ' وزیروں کی فوج ظفر موج' حکومتی اہلکاروں کے اللے تللوں ہر آن نازل ہونے والے امریکی نیٹو اہلکاروں کی ضیافتوں پر مال اڑانے کا کیا جواز باقی رہ جاتا ہے۔ ہمیں کن طالبان سے ڈراتے ہو؟ جو منظر نامہ تم سب نے مل کر تخلیق کیا اور پاکستان اور اس کے عوام کے نام پر اپنے عشرت کدے سجائے، کیا اس کے تخم کے برابر دھوکہ دہی' بے ایمانی' خیانت' جھوٹ' عیاری مکاری' لوٹ مار' عیاشی فحاشی کی توقع طالبان سے رکھی جا سکتی ہے؟ یقیناً ان کے سوٹ شاندار اور گاڑیوں کے شاہانہ فلیٹ نہ ہوں گے۔ زبان سے انگریزی کے زہریلے پھول نہ جھڑیں گے' شراب و شباب' بسنت' ویلنٹائن ڈے نہ ہوں گے' روشن خیالی کے نام پر فلموں ڈراموں' شتر بے مہار اشتہاروں' بل بورڈوں پر لپٹی نیم برہنہ ماڈلوں' اداکاراؤں کی گنجائش نہ ہوگی۔ ان کی بے شمار ضروریات ان کی ایک چادر پوری کر دے گی، جسے وہ کندھے سے اتار کر بچھا لیتے ہیں تو وہی ان کا بستر ہے۔ وہی ان کا دستر خوان ہے جس پر رات کی روٹی اور قہوے کی پیالی (شاندار ڈنر' بوفے اور ضیافتوں کے بالمقابل) انہیں کفایت کرتی ہے۔ وہی چادر ان کا بیگ بن کر چیزیں سمیٹ لیتی ہے' گٹھڑی بن کر کندھے پر جا ٹکتی ہے۔ وہی ان کی جائے نماز بھی ہے۔ آپ کی لدی پھندی اللے تللوں بھری ثقافت ان کے پاس کفر کے ایوانوں میں لرزہ طاری کرنے والی اذان سحر ہے۔ آپ کی شراب و شباب و کباب راتوں کے برعکس ان کی راتیں بارگاہِ الٰہی میں سجدہ ریز' سجدہ گاہ آنسوؤں سے تر کرنے والی راتیں ہیں۔ جس سجدے کو گراں جان کر آپ وائٹ ہاؤس کے آگے سربسجود ہیں' ملک و ملت کا سودا کیے بیٹھے ہیں، جس کے عوض اپنے فارن کرنسی اکاؤنٹ ڈالروں سے بھرے بیٹھے ہیں' اس کے برعکس وہ اپنی متاع دل و جاں ایک اللہ کے ہاتھ بیچ کر جنت کے سودے پر شاداں ہیں۔ ان کے ہاتھ عوام کی جیبوں میں نہیں۔ جن طالبان کے نام پر اہل پاکستان کا خون حلال کر لیا گیا، جن کے نام پر حکمرانوں نے امریکہ کے راگ میں آواز ملا کر اپنے عوام کو ڈرایا اور پوری قبائلی پٹی کے گھر اجاڑے' یخ بستہ سردی میں عورتوں' بچوں' بوڑھوں کو دربدر کیا، ایمان سے لبریز سینوں میں گولیاں اتاریں' گولے داغے' ہوائی جہاز' ہیلی کاپٹر نہتے عوام کو تہ تیغ کرتے رہے، ذرا ان طالبان کی طرف ایک نظر ڈالی جائے اور دوسری طرف پاکستان کو بربادی کے دہانے پر پہنچانے والی ملکی، جماعتی قیادتوں اور سرکاری اہلکاروں کی آٹھ سالہ کارکردگی دیکھی جائے۔

ایک طرف موت کے خوف اور اپنے سائے سے بھی لرزاں (حب الدنیا اور کراهية الموت کے مارے ہوئے) لیڈر جو عوام کو بھی امریکہ سے ڈرا ڈرا کر یہاں تک

> امریکہ کی غلامی میں سسک سسک کر جینے اور ڈرون کے ڈراؤں تلے رہنے سے شیر کی ایک دن کی زندگی بہتر ہے۔ کیونکہ: ''اللہ کی اطاعت میں موت اللہ کی معصیت میں زندگی بسر کرنے سے بہتر ہے''۔

لے آئے اور دوسری طرف ایک اللہ کے سوا سب سے بے خوف دنیا کی سپر پاور ''نیٹو'' 40 ممالک کی فوج کے آگے سینہ سپر مجاہدین' طالبان' جو وہاں اتحادیوں کی فوج کا مقابلہ کرتے ہیں اور پاکستان کی طرف لوٹتے ہیں تو سبز جھنڈے والی سرکار کی توپوں کا سامنا کرتے ہیں۔ فیصلہ عوام کو کرنا ہے' انہیں بزدل غلاموں کی سوٹڈ بوٹڈ قیادت چاہیے یا اللہ کے شیروں والی سرکار مطلوب ہے جو نہ خود بکے نہ ہمیں بیچے، پاکستان کو امریکہ کے ہاتھ رہن سے نجات دلائے۔ جیسے بسنت کی گندگی اور ہندو ثقافت اور شاتم رسول

**طالبان' نفاذ شریعت سے ہم نہیں' عوام الناس نہیں' حکمران ڈرتے ہیں۔ جن کے سامنے اسلام اُسوۂ صدیقیؓ و فاروقیؓ رکھ دیتا ہے جس میں ٹین پرسنٹ تا سنٹ پرسنٹ تو کجا اعشاریہ ایک پرسنٹ کی بھی گنجائش نہیں رہتی**

کی یادگار منانے سے بڑے غم درپیش ہیں۔ طالبان' اور نفاذِ شریعت سے ہم نہیں' عوام الناس نہیں' حکمران ڈرتے ہیں۔

عوام کی اصل ضرورت وہی ہے جس کی ضمانت قرآن دیتا ہے جس کی حفاظت ہر ذی حس' ذی شعور اشرف المخلوقات کی ضرورت ہے۔ تحفظ ایمان' تحفظ جان و مال' تحفظ نسب اور رزق کی فراہمی' سورۃ القریش میں گنوائی جانے والی دو نعمتیں بھوک میں رزق اور خوف سے امن' شریعت کے نفاذ میں اور صاحب ایمان قیادت میں ان تمام چیزوں کا تحفظ موجود ہے، لہٰذا عوام ہمیشہ اسلام چاہتے ہیں۔ شریعت مانگتے ہیں۔

حکمران خود شریعت سے ڈرتے ہیں اور عوام کو ہوا بنا کر دکھاتے ہیں۔ حکمران کے سامنے اسلام اُسوۂ صدیقیؓ و فاروقیؓ رکھ دیتا ہے جس میں ٹین پرسنٹ تا سنٹ پرسنٹ تو کجا اعشاریہ ایک پرسنٹ کی بھی گنجائش نہیں رہتی۔ ملا عمر نے اس نمونے کو زندہ کیا کیا' دنیا بھر کے حکمرانوں کے ایوانوں میں زلزلہ برپا ہو گیا کہ اگر عوام دنیا نے حکمرانی کا یہ سچا نمونہ دیکھ لیا تو سارے طلسم اور سحر ٹوٹ جائیں گے۔ جہاں حکمران، چوکیدار اور ڈرائیور ایک ہی دسترخوان پر بیٹھ کر رات کی روٹی اور قہوے سے ناشتہ کر لیں، وہاں معیشت اور بیرونی قرضوں اور عالمی بینکوں کے لیے تو خطرناک چیلنج کھڑا ہو جاتا ہے۔ ایک طرف پانچ سالوں میں 43 ارب کے قرضے معاف کروانے والے سیاستدان' حکمران' دوسری جانب قہوے کی پیالی میں بال پوائنٹ پین سے چینی چلا لینے میں جھجک محسوس نہ کرنے والے گورنر...... ! سیدنا ابوعبیدہؓ بن جراح اور سیدنا سلمان فارسیؓ کی گورنری کا دور

تازہ کر دینے کی صلاحیت رکھنے والی قیادت...... ! کفر و نفاق کے ایوانوں میں زلزلہ بپا نہ ہو تو کیا ہو۔ آئی ایم ایف کی ساری قسطیں' امریکہ سے ڈالروں کی ساری وصولی یا بیان وزیروں کی فوج اور حکمرانوں کے عشرت کدوں کی خاطر ہیں۔ نفاذ شریعت سے بھوکے عوام کو کوئی خطرہ نہیں۔

زرداری صاحب کی تکبر کی یہ زبان کہ ہم طالبان کی آکسیجن سلب کر لیں گے' نام کے مسلمان کو بھی زیب نہیں دیتی۔ امریکہ کے فراہم کردہ این آر او برانڈ آکسیجن سلنڈروں پر جینے والے فرعون اور نمرود کو نہ بھولیں۔

آکسیجن جب سلب ہوتی ہے تو سارے سیکیورٹی انتظامات دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں اور یہ ایک اللہ کے سوا کسی کے بس میں نہیں۔ زندگی اور موت مشرق سے سورج نکالنے والے کے ہاتھ میں ہے۔ اسی خدائی کا دعویٰ لیے پوری دنیا کی عسکری قوت لے کر بش آیا تھا کہ آپریشن ''ایناکونڈا'' (Anaconda) کر کے ہم دھواں دے کر انہیں غاروں سے نکال باہر کریں گے (We will Smoke: them out of their caves) وہ خود وائٹ ہاؤس سے دھوئی دے کر نکال دیا گیا۔

ڈرون اڈوں کا اعلان فرما کر امریکہ اور شیر ہو گیا اور اب بلا تردد کرم ایجنسی میں حملہ آور ہو گیا۔ قوم کو اب سوچنا ہے کہ ڈرتے ڈرتے سارا ملک امریکی ڈرونوں کا لقمہ تر بنا دیا جائے گا یا غیرت کی کوئی ادنیٰ ترین رمق کہیں ہے؟ فضائیہ کہاں ہے؟ لیکن وہ اپنے ہی اڈوں سے بسنت کی پتنگوں کی مانند اڑنے والوں کا شکار کیونکر کرے گی! فیصلہ حکمرانوں کا ہے۔ فضائیہ کے سربراہ پہلے بھی کہہ چکے ہیں، اجازت ملے گی تو مار گرائیں گے۔ بھارت کے ہاتھ

دیدہ دانستہ اپنے ہاتھوں کے پالے تھما دینے والوں سے کیا توقع کی جا سکتی ہے۔ جماعۃ الدعوۃ' لشکر طیبہ کے ساتھ بال ٹھاکرے والے بھارت کے بالمقابل' جس اخلاق' ملی غیرت کی گراوٹ کا مظاہرہ ہم نے کیا ہے، اس سے نیچے گرنے کا کوئی مقام باقی بچا بھی نہیں۔ وقت آ گیا ہے کہ قوم کو امریکہ اور اس کے بے توقیر حواریوں کے خلاف ہر سطح پر صف آرا کیا جائے۔ پوری سیاسی قیادت، حکمران' گورنر' وزیر ہمارے تمام مسائل کی جڑ ہے۔ اس سے تو بھلے صبح سویرے' نور کے تڑکے اسلام آباد داخل ہونے والے پہلے شخص کو (پرانے زمانے کی کہانیوں کی مانند) حکمران بنا لیا جائے تو وہ بھی ہمارے مسائل بہتر حل کر لے گا (کیونکہ اتنی صبح اٹھنے والا کم از کم نمازی تو ہو گا......!)

امریکہ کی غلامی میں سسک سسک کر جینے اور ڈرون کے ڈراووں تلے رہنے سے شیر کی ایک دن کی زندگی بہتر ہے۔ کیونکہ: ''اللہ کی اطاعت میں موت اللہ کی معصیت میں زندگی بسر کرنے سے بہتر ہے''۔

اسلام سے بہر طور محبت اور امریکہ سے نفرت رکھنے والے عوام' قبائلی پٹی کے غیور بہادر بھائی' تحریک طالبان ...... زلزلہ زدگان کے لیے یک بیک اُٹھ جانے والے نوجوان، بجا طور پر یہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں مرگ بر امریکہ کا نعرہ درکار ہے۔ حی علی الجہاد کی پکار کی ضرورت ہے...... اُٹھ باندھ کر کیا ڈرتا ہے......! (بشکریہ روزنامہ ''نوائے وقت'')

✿✿✿✿✿

## تنظیمی اطلاع

امیر تنظیم اسلامی نے مرکزی عاملہ کے اجلاس منعقدہ 15 جنوری 2009ء میں مشورہ کے بعد مقامی تنظیم لطیف آباد کے قیام اور جناب راشد حسین کو اس کا امیر مقرر کرنے کا فیصلہ فرمایا۔

## دعائے صحت

☆ ٹیکسلا کے رفیق تنظیم نظر الاسلام علیل ہیں

☆ شیخوپورہ کے رہائشی رفیق تنظیم انجینئر عرفان کی دادی بیمار ہیں

☆ پنڈی گھیب کے رہائشی مطیع الرحمٰن کی دادی شدید علیل ہیں

اللہ تعالیٰ بیماروں کو شفائے کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔

قارئین سے بھی دعائے صحت کی اپیل ہے

## ✿✿ضرورت رشتہ✿✿

☆ لاہور میں رہائش پذیر مختصر فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 25 سال تعلیم MBIT کے لیے شریف النفس تعلیم یافتہ برسرِ روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0331-7918676

## تنظیم اسلامی حلقہ لاہور کا سہ ماہی اجتماع

تنظیم اسلامی حلقہ لاہور کا سہ ماہی اجتماع 11 جنوری 2009ء بروز اتوار صبح 10 بجے قرآن آڈیٹوریم میں منعقد ہوا۔ پروگرام کی نقابت کے فرائض حلقہ لاہور کے ناظم تربیت محسن محمود نے انجام دیئے۔ انہوں نے "ہفتہ توبہ" کی منادی کے حوالے سے گفتگو کی۔ بعدازاں حافظ عماد نے انفرادی توبہ کے عنوان سے دلپذیر اور پُر تاثیر گفتگو کی۔ انہوں نے کہا کہ انفرادی توبہ کے لئے ضروری ہے کہ سب سے پہلے اللہ کی معرفت حاصل ہو، اُس کے بے پایاں احسانات کا شعور ہو، یہ احساس ہو کہ ہم اُس کی قلمرو سے باہر نکل نہیں سکتے، اپنی کم مائیگی کا خیال ہو اور اپنے گناہوں، خطاؤں کا احساس ہو۔ اگر ایسا ہو جائے تو پھر یہ کام آسان ہے۔ انہوں نے واضح کیا کہ اعمال کے تین حصے ہیں: بالجوارح، باللسان، بالقلب۔ ہمارے اعمال کے تینوں حصے شریعت کے سانچے میں ڈھلے ہونے چاہئیں۔ انہوں نے کہا کہ استغفار ہمارا مستقل وظیفہ ہونا چاہئے۔ سیدالانبیاء آنحضور ﷺ بھی تو بہ استغفار فرماتے تھے تو کوئی عام مسلمان کیونکر اس سے مستثنیٰ ہو سکتا ہے۔ اپنی گفتگو کے آخر میں انہوں نے آنحضور ﷺ کا تعلیم کردہ سیدالاستغفار پڑھا اور اس کا ترجمہ بھی بیان کیا۔

اس کے بعد قاضی فضل حکیم نے اجتماعی توبہ کے عنوان سے گفتگو کی۔ انہوں نے کہا کہ اجتماعی توبہ کے ضمن میں ہمارے ہاں مختلف قسم کے حجابات طاری ہیں۔ پہلی شے یہ ہے کہ گناہ کا احساس ختم ہوتا جا رہا ہے۔ اس وقت عیسائی دنیا میں تو احساس گناہ کو ختم کرنے کے لئے باقاعدہ تعلیم دی جا رہی ہے۔ دوسرے یہ کہ "بعد میں توبہ کرلوں گا" کے بھروسہ پر انسان تاخیر کا شکار ہو جاتا ہے۔ تیسرے یہ کہ جمال، مال اور کمال یہ تین چیزیں بھی انسان کو دھوکے میں ڈال دیتی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ توبہ کرنے کے لئے جرأت درکار ہے۔ چنانچہ ہم پر لازم ہے کہ ان حجابات کو توڑ کر اللہ کی جانب متوجہ ہوں۔

بعدازاں ثاقب الطاف نے "توبہ اور حیات صحابہؓ" کے عنوان پر گفتگو کرتے ہوئے سیرت صحابہؓ سے چند واقعات پیش کئے۔ اس کے بعد امیر حلقہ لاہور محمد جہانگیر نے ملٹی میڈیا کی مدد سے حلقہ لاہور کی جولائی تا نومبر 2008ء کی رپورٹ پیش کی۔ رپورٹ کے بعد انہوں نے اپنی مختصر گفتگو میں رفقاء پر واضح کیا کہ اگر آپ اقامت دین کی جدوجہد کی اہمیت سے آگاہ ہیں، جس کے لئے آپ تنظیم اسلامی میں شامل ہوئے تھے تو پھر آپ کے لیے سمع وطاعت کے سوا کوئی چارہ نہیں۔

قرۃ العین نے توبہ کی منادی مہم کے بارے میں شرکاء کو بریفنگ دی۔ (یہ پروگرام ایک خط کی صورت میں پہلے ہی رفقاء تک پہنچا دیا گیا تھا۔) عبدالرزاق صاحب نے رفقاء کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کروائی کہ توبہ مہم کے بعد ہمارا طرز عمل کیا ہونا چاہئے۔ (رپورٹ: محمد یونس)

## تنظیم اسلامی حلقہ آزاد کشمیر کے زیر اہتمام توبہ کی منادی مہم

16 تا 23 جنوری 2009ء کو مرکز تنظیم اسلامی کی طرف سے آزاد کشمیر میں "توبہ کی منادی" مہم کے لیے بینرز، پینگرز، ہینڈ بلز، پلے کارڈز اور سٹکرز بھیجے گئے، الحمدللہ، یہ سب کے سب استعمال ہوگئے (سوائے کچھ ہینڈ بلز اور سٹکرز کے)۔ گو یہاں ان دنوں بارشیں بھی رہیں برف باری بھی ہوئی، سرد ہوائیں بھی چلیں، کھمبے گیلے بھی تھے، اس کے باوجود 165 پینگرز اور 36 بینرز لگائے گئے، جبکہ 30,000 ہینڈ بلز تقسیم کیے گئے، جن میں سے 5500 ہینڈ بلز دھیر کوٹ میں اور 5500 باغ میں جبکہ 19000 مظفر آباد تنظیم اور اس کے مضافات گڑھی حبیب اللہ، وادیٔ جہلم، گڑھی دوپٹہ تا چناری، وادی نیلم، کوڈی، پٹہکہ وغیرہ میں تقسیم کیے گئے۔

باغ کے امیر زر آب عباسی بوجہ عارضۂ قلب باغ میں موجود نہ تھے بلکہ اپنے علاج کے سلسلے میں راولپنڈی اسلام آباد میں تھے، اس لیے اس دوران سارا نظام ان کے معتمد عارف درانی اور ناظم مالیات جناب زین العابدین اور دوسرے ساتھیوں نے سنبھالا اور مربوط کوششوں اور حکمت عملی سے اس مہم کو کامیاب بنایا۔ مساجد میں بھی اجتماعات جمعہ کے بعد ہینڈ بلز تقسیم کیے گئے اور شہر میں پینگرز اور بینرز بھی آویزاں کیے گئے۔ اس سلسلے میں ائمہ مساجد سے ملاقات کر کے ان سے جمعہ کے اجتماعات میں توبہ کے موضوع پر خطاب کی درخواست کی گئی۔

دھیر کوٹ کے امیر جمیل الرحمان عباسی نے اس مہم کے لیے خاصی سرگرمی کا مظاہرہ کیا۔ انہوں نے اور اُن کے رفقاء نے دھیر کوٹ اور مضافات میں توبہ کے موضوع پر خطابات کیے اور ان علاقوں میں ہینڈ بلز بھی تقسیم کیے۔ یوں ان کے ہاں اس ہفتے کے دوران 12 پروگرام ہوئے۔ انہوں نے تنظیم اسلامی مظفر آباد کے امیر جناب عبدالقیوم قریشی کو بھی خطاب جمعہ کے لیے مدعو کیا، جنہوں نے 23 جنوری کو توبہ کے موضوع پر دھیر کوٹ کی مرکزی جامع مسجد میں خطاب کیا۔ یہاں ایک ریلی کا بھی پروگرام بنایا گیا تھا، تاہم سخت سردی اور خراب موسم کی وجہ سے یہ ریلی نہ ہو سکی۔ توبہ کے موضوع پر ایک اور خطاب جمعہ بھی ہوا۔ جمعہ کے اجتماعات کے بعد ہینڈ بلز تقسیم کیے گئے۔ اس کے علاوہ بازاروں، بستیوں اور وادیوں میں جا جا کر بینرز لگائے گئے اور ہینڈ بلز تقسیم کیے گئے۔ وادیٔ جہلم، وادی نیلم اور گڑھی حبیب اللہ تک بینرز آویزاں کیے گئے اور راستے میں پڑنے والے چھوٹے چھوٹے قصبوں میں ہینڈ بلز تقسیم کیے گئے۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہماری اس سعی کو قبول فرمائے اور لغزشوں کو معاف فرمائے۔ آمین (مرتب: رفیق تنظیم)

## تنظیم اسلامی بہاولپور کا ماہانہ اجتماع

تنظیم اسلامی حلقہ بہاولنگر دو اضلاع بہاولنگر اور بہاولپور پر مشتمل ہے۔ الحمدللہ بہاولپور میں مقامی تنظیم قائم ہے۔ تنظیم اسلامی بہاولپور کا ماہانہ تربیتی پروگرام ہر مہینے کے آخری اتوار کو منعقد کیا جاتا ہے۔ اس دفعہ یہ پروگرام 25 جنوری 2009ء کو منعقد کیا گیا۔

پروگرام کا آغاز تذکیر بالقرآن سے ہوا۔ ڈاکٹر محمد انور خان نے سورۂ آل عمران کی آیات 132 تا 138 کی تلاوت اور ترجمہ پیش کیا۔ اس کے بعد انہوں نے "غصے کی ممانعت" کے بارے میں درس حدیث دیا اور رسول اللہ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کی وضاحت کی اور رفقاء کو ترغیب دلائی کہ وہ عملی طور پر وہی رویہ اپنائیں جو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ کا پسندیدہ ہے۔

قاری عبدالقیوم چشتی نے توحید، رسالت، آخرت اور بنیادی عقائد کے حوالے سے گفتگو کی۔ امیر مقامی تنظیم جناب غلام حیدر مگھرانہ نے رفقاء تنظیم کے مطلوبہ اوصاف بیان فرمائے۔ انہوں نے واضح کیا کہ جب تک ہمارے اندر یہ اوصاف پیدا نہیں ہوں گے، ہم اپنے فرائض احسن طریقے سے ادا نہیں کر سکیں گے۔

امیر حلقہ منیر احمد اور حلقہ کے ناظم تربیت محمد رضوان عزمی نے بھی اس پروگرام میں شرکت کی۔ جناب منیر احمد نے سورۃ الانفطار کا درس دیا۔ دعا کے ساتھ پروگرام کا اختتام ہوا۔

(رپورٹ: سیف الرحمٰن)

## حلقہ سرحد شمالی کے ناظم دعوت و ناظم تربیت کا دورہ سوات

25 جنوری 2009ء کو اُسرہ خانلیگے سوات کی دعوت پر حلقہ سرحد شمالی کے ناظم دعوت اور ناظم تربیت سوات پہنچے، جہاں انہوں نے ختم قرآن پاک کی محفل سے خطاب کرنا تھا۔

ناظم دعوت جناب فیض الرحمان نے قرآن مجید کے حقوق پر مؤثر اور مدلل تقریر کی اور

سامعین کو بتایا کہ جب تک قرآن کا لایا ہوا عادلانہ نظام قائم نہیں ہوگا، دنیا میں کہیں بھی امن و سکون نہ آسکے گا۔ ہمیں چاہیے کہ اس نظام کے قیام کے لیے کوشش کریں۔ اُن کی تقریر کے بعد انعامات تقسیم کیے گئے۔ یہ مبارک تقریب رات دس بجے اختتام پذیر ہوئی۔

اگلی صبح رفقاء سے بندگیٔ رب پر تفصیلی بات ہوئی اور اس کے درجات واضح کیے گئے، انہیں بتایا گیا کہ پہلے ہم اپنی ذات پر قائم کریں پھر اس کی دعوت دیں اور اس کے قیام کے لیے اُسوۂ رسول ﷺ پر چلیں۔

ان تقاریب میں 70 اور 120 افراد نے شرکت کی۔ نماز عصر کے وقت دوسرے مقام اوچ پہنچے۔ رات کو احباب کے ساتھ دعوتی نشست ہوئی۔ وہاں بھی بندگیٔ رب پر بات ہوئی اور واضح کیا گیا کہ حقیقی بندگی تب ہو سکے گی جب اس کے لیے تمام ماحول سازگار ہو اور ہم دین کے انفرادی اور اجتماعی تقاضے پورے کر سکیں۔

یہ نشست ایک رفیق کے گھر پر ہوئی جس میں رفقاء سمیت پندرہ افراد نے شرکت کی۔ صبح محلہ کی مسجد میں درس قرآن ہوا، جس میں راقم نے توبہ و استغفار کے حوالے سے آیات کی تشریح کی اور سامعین پر واضح کیا کہ پریشان کن حالات سے نجات انفرادی اور اجتماعی توبہ پر منحصر ہے۔ تقریباً 30 افراد نے اس پروگرام میں شرکت کی۔

ناشتے کے بعد مقامی رفقاء سے نظم کو مؤثر بنانے کے سلسلے میں بات ہوئی۔ کچھ احباب سے بھی فرداً فرداً ملاقاتیں ہوئیں اور لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا۔ (مرتب: احسان الودود)

## تنظیم اسلامی حلقہ کراچی شمالی کے زیرِ اہتمام توبہ کی منادی مہم کی روداد

تنظیم اسلامی حلقہ کراچی شمالی کے رفقاء نے "توبہ کی منادی" مہم میں بھرپور شرکت کی اور اس مہم کو اپنے جان و مال کے انفاق و ایثار کے ذریعہ کامیابی سے ہمکنار کیا۔ ایک احساس فرض تھا کہ موجودہ ملکی و ملی حالات میں ہم جو کچھ کر سکتے ہیں وہ یہی ہے کہ ابنائے وطن کو ان کے تمام مسائل کی اصل وجہ بتائی جائے اور پھر قرآن و سنت کی روشنی میں اس کا حل ان کے سامنے رکھا جائے، تاکہ اولاً ایک احساس زیاں بیدار ہو اور پھر اس کے نتیجے میں اس قوم کو اللہ کے حضور انفرادی و اجتماعی توبہ کی توفیق میسر آجائے۔ یہی وہ احساس فرض تھا جس کے تحت مرکز تنظیم اسلامی نے ہفت روزہ مہم بعنوان "توبہ کی منادی" منعقد کرنے کا ارادہ کیا۔ یہ ہماری خوش قسمتی تھی کہ کراچی میں اس مہم کے آغاز سے قبل امیر محترم جناب حافظ عاکف سعید تشریف لائے ہوئے تھے۔ چنانچہ آپ کی موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مہم کا آغاز حلقہ بھر کے رفقاء کے اجتماع میں امیر محترم سے کروایا گیا۔ اس خصوصی اجتماع میں رفقاء نے بھرپور شرکت کی جس میں ان کے سامنے دوران مہم منعقد ہونے والے تمام پروگراموں کی تفاصیل پیش کی گئیں۔ بعد ازاں امیر محترم نے رفقاء سے خطاب کرتے ہوئے اس تمام سعی و جہد کے اصل جذبۂ محرکہ کی وضاحت فرمائی اور مہم کے حوالہ سے طے کیے گئے لائحہ عمل کی تحسین فرمائی اور دعا پر اس افتتاحی نشست کا اختتام ہوا۔ رفقاء فوری طور پر کچھ کرنے کا عزم لے کر اپنے گھروں کو لوٹے۔

مہم کے آغاز میں ایک پریس کانفرنس کا اہتمام کیا گیا تھا جس کا مقصد یہ تھا کہ ملکی پریس کے ذریعہ توبہ کی منادی کے لئے سازگار فضا تیار کی جاسکے۔ اس پریس کانفرنس کا اہتمام کراچی پریس کلب میں کیا گیا تھا جس سے امیر محترم نے خطاب فرمایا۔

پروگراموں کو اس طرح ترتیب دیا گیا تھا کہ کچھ پروگرام اُسرہ کی سطح پر ہوں، کچھ مقامی تنظیم کی سطح پر اور کچھ کا تعلق حلقہ سے ہو۔ چنانچہ "ہفتۂ توبہ" کے دوران تین دن اسروں کو دیے گئے تھے جن میں رفقاء اسرہ نے اسرہ کی سطح پر حلقہ جات قرآنی، کارنر میٹنگز اور دیگر دعوتی مواد کی تقسیم کا اہتمام کیا۔ دوسرے مرحلے میں ہر مقامی تنظیم میں ایک بڑے دعوتی پروگرام کا اہتمام کیا گیا جس کے ساتھ ساتھ مقامی تنظیم کی سطح پر مظاہروں اور کارنر میٹنگوں اور دیگر آگاہی پروگراموں کا انعقاد کیا گیا۔ اس دوران بھرپور انداز میں مرکز اور حلقہ سے فراہم کردہ تشہیری اور دعوتی مواد کا استعمال کیا گیا۔ تیسرے مرحلہ میں حلقہ کراچی شمالی کی سطح پر ایک بڑے مظاہرے پر آگاہی مہم چلائی گئی۔ مہم کا اختتام مرکزی جلسۂ عام پر کیا گیا۔ ذیل میں ہم ان سرگرمیوں کی رپورٹ اعداد و شمار کے آئینہ میں مختصراً پیش کر رہے ہیں:

واضح رہے کہ حلقہ کراچی شمالی میں 9 مقامی تنظیمیں ہیں اور ان کے تحت 48 اسرہ جات قائم ہیں۔

☆ اسرہ جات کی سطح پر، 103 کارنر میٹنگیں ہوئیں، جن میں اوسطاً 29 رفقاء و احباب شریک ہوتے رہے۔ اُن اسروں کے تحت 21 حلقہ جات قرآنی قائم ہیں، جن میں اوسطاً 10 رفقاء و احباب شرکت کرتے رہے۔

☆ مقامی تنظیم کی سطح پر ہونے والے دعوتی پروگراموں میں رفقاء و احباب کی اوسط حاضری 195 رہی۔ اِن پروگراموں کے لیے تریسٹھ ہزار ہینڈ بلز تقسیم کیے گئے، 195 بینرز آویزاں کیے گئے اور 1000 ایس ایم ایس کی گئیں۔

☆ حلقہ کو مرکز سے جو تشہیری مواد موصول ہوا، اُس میں 360 بینرز، 1000 پول ہینگرز، 1500 اسٹیکرز، 500 بلے کارڈز اور 80,000 سہ ورقہ شامل ہیں۔

یہاں توبہ کے سلسلے میں مرکزی مظاہرہ ایم اے جناح روڈ کراچی پر 23 جنوری 2009ء بروز جمعۃ المبارک ہوا۔ اس میں پندرہ ہزار ہینڈ بلز تقسیم کیے گئے۔ مظاہرہ میں 150 افراد شریک ہوئے۔ مرکزی جلسۂ عام PIA گارڈن کراچی میں 25 جنوری 2009ء بروز اتوار ہوا، جس کے لیے 8000 دعوت نامے، 50 بینرز، 2 اخباری اشتہار، ایک تشہیری ٹرک اور ایک ہزار SMS کا بندوبست کیا گیا۔ اِس جلسہ میں رفقاء و احباب مرد و خواتین کی حاضری تقریباً 2000 رہی۔

رفقاء نے اس مہم کے لئے بڑھ چڑھ کر مالی انفاق کیا جس کے نتیجے میں تمام منصوبوں کو عملی جامہ پہنانا ممکن ہوا اور اس مہم پر اٹھنے والے خطیر اخراجات کو بسہولت پورا کیا گیا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اس انفاق کو اپنے ہاں قبولیت سے نوازے۔ آمین۔

مہم کے دوران چونکہ بڑے پیمانے پر عوام الناس تک اپنا پیغام پہنچانا مقصود تھا، اس لئے مساجد کے باہر اور مصروف مقامات پر عوامی کارنر میٹنگوں کا اہتمام کیا گیا جو بحمدہ تعالیٰ بہت مفید رہا۔ ان کارنر میٹنگوں کے مقررین کو جناب نوید احمد کے تیار کردہ نکات برائے خطاب فراہم کیے گئے تھے، جن کی مدد سے مقررین نے بھی اعتماد کے ساتھ توبہ کی منادی عوام الناس تک پہنچائی۔

اس مہم کے دوران ایک نیا تجربہ کیا گیا کہ جس طرح کمرشل ادارے اپنی مصنوعات کی تشہیر کے لئے پینا فلیکس اسکن والے بجلی کے بلب سے روشن ٹرک استعمال کرتے ہیں، اسی طرز پر ایک ٹرک ایک ہفتہ کے لئے کرائے پر حاصل کیا گیا اور اس پر توبہ کی منادی مہم کا پیغام اور جلسۂ عام کا اعلان درج کر کے اسے شہر بھر میں گشت کروایا۔ مہم کے اختتام پر یعنی 25 جنوری بروز اتوار دن گیارہ بجے شہر کراچی کے وسط میں واقع وسیع و عریض پی آئی اے گارڈنز میں "اجتماعی توبہ" کے عنوان سے جلسۂ عام کا اہتمام کیا گیا۔ اس جلسہ کے لئے دوران ہفتہ شہر کے مختلف مقامات پر ہونے والے دیگر دعوتی پروگراموں میں بھی اعلان کیا گیا تھا اور دیگر دعوتی مواد سے بھی استفادہ کرتے ہوئے بھرپور تشہیر کا اہتمام کیا گیا۔ امیر حلقہ نے اس جلسہ کے لئے محبوب موسیٰ (ناظم بیت المال حلقہ کراچی شمالی) کو ناظم مقرر کیا تھا۔ انہوں نے معاونین کے ساتھ مل کر رات دن ایک کر کے اس کے انتظام کو بے حد عمدگی سے ترتیب دیا تھا۔ جلسہ گاہ کا اندرونی حصہ حسن ترتیب میں اپنی مثال آپ تھا، جسے مختلف نعروں پر مبنی بینرز اور پلے کارڈز سے سجایا گیا تھا۔ اس پروگرام کے انتظامات میں مقامی تنظیم گلشن اقبال وسطی جوہر 1 نے بھرپور حصہ لیا۔ جلسہ سے امیر حلقہ کراچی جنوبی انجینئر نوید احمد نے پُرمغز خطاب فرمایا۔ انہوں نے حالات حاضرہ پر انتہائی وقیع تجزیہ پیش کیا۔ ساتھ ساتھ مسلمانان پاکستان کے اجتماعی جرائم کی ایک فہرست پیش کی جو واقعۃً آنکھیں کھول دینے کے لئے کافی تھی۔ پھر محترم نوید احمد نے اپنے خطاب میں اس قوم پر مسلط مختلف النوع مصائب کا تذکرہ کیا اور قرآن و سنت کی روشنی میں ان سے نکلنے کا واحد راستہ واضح فرمایا، یعنی انفرادی و اجتماعی توبہ۔ یہ خطاب اس قدر جامع اور

بصیرت افروز تھا کہ حاضرین ڈیڑھ گھنٹے تک مکمل یکسوئی کے ساتھ ہمہ تن گوش رہے اور اپنی زندگیوں میں تبدیلی کی ایک واضح تڑپ لے کر لوٹے۔ اس جلسے میں تقریباً 2000 مرد وخواتین نے شرکت کی جو بانیٔ تنظیم اسلامی کے پروگراموں کے علاوہ ایک ریکارڈ حاضری تھی۔ "توبہ کی منادی" تنظیم اسلامی کی جانب سے ایک بروقت اقدام تھا جسے باشعور افراد نے وقت کی پکار سمجھا۔ اس مہم کی افادیت کے کئی پہلو ہیں، مثلاً اس طرح کی سرگرمیوں سے رفقاء میں تحریک پیدا ہوتی ہے۔ انہیں اپنے معمول اور ماحول سے نکل کر اپنے جذبات اور محسوسات کا صحیح رخ پر اظہار کا موقع میسر آتا ہے۔ عوام الناس میں تنظیم اسلامی کے مستقل پیغام کو عام کرنے اور اس کے تعارف کو وسیع سے وسیع تر حلقوں تک پہنچانے میں مدد ملتی ہے۔ ان تمام جزوی فوائد کے ساتھ اصل روح اور مقصد پر ہمیشہ نگاہ رہنی چاہیے کہ ہماری یہ تمام سعی وجہد اصلاً اپنے فرض کی ادائیگی اور محاسبۂ اخروی کے احساس پر مبنی ہے اور جس کی اصل جزا ہم تمام وابستگانِ تنظیم کو اسی ذات سے مطلوب ہے جو ہمارا محبوب ہے۔ (رپورٹ: اویس پاشا قرنی)

## حلقہ پنجاب شرقی کے زیر اہتمام سہ ماہی تربیت گاہ

25 جنوری 2009ء بروز اتوار حلقہ پنجاب شرقی کے تحت پہلی سہ ماہی تربیت گاہ کا انعقاد کیا گیا۔ یہ پروگرام صبح 10 بجے جامع مسجد کچہری تحصیل کورٹس عارف والا میں ہوا۔ پروگرام کا آغاز محمد ناصر بھٹی کے افتتاحی کلمات سے ہوا۔ اس کے بعد عبداللہ سلیم نے سورۃ التوبہ کی آیات 86 تا 96 کا درس دیا۔ مدرس نے واضح کیا کہ بندۂ مومن اللہ کے راستے میں کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کرتا۔ اس کے برعکس جو لوگ ایمانی کمزوری کا شکار ہوتے ہیں، ان کے سامنے جب اللہ کے راستے میں نکلنے کی بات آئی تو وہ مختلف قسم کے حیلے بہانے بناتے ہیں اور ان کے یہی عذر انہیں نفاق کی طرف لے جاتے ہیں۔

درس قرآن کے بعد رفقاء نے باہمی تعارف حاصل کیا۔ سوا گیارہ بجے اس پروگرام کی دوسری نشست کا آغاز حدیث مبارکہ کے بیان سے ہوا۔ سیف الرحمان رضا نے جو منفرد اسرہ بورے والا کی نقابت کی ذمہ داری ادا کر رہے ہیں، "حبِّ دنیا" کے موضوع پر حدیث مبارکہ بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ آج شیطان کے بہکاوے اور دنیا کی ظاہری چکا چوند سے متاثر ہو کر ہم نے دنیاوی مال ومتاع کو اپنا مقصد بنالیا ہے، حالانکہ ہمارا اصل نصب العین رب کی رضا اور اُخروی نجات ہے۔ افسوس کہ آج یہ نصب العین ہماری نظروں سے اوجھل ہو گیا ہے۔

بعد ازاں قاری محمد صدیق نے سیرت صحابہؓ میں سے حضرت ایوب انصاریؓ کے حالات زندگی پر گفتگو کی۔ بعد ازیں راقم نے نظم جماعت کے حوالے سے چند گزارشات شرکاء کے گوش گزار کیں۔

اس تربیت گاہ میں ایک پروگرام ان رفقاء کے تاثرات پر مشتمل تھا، جنہوں نے مبتدی تربیت گاہ میں شمولیت کی۔ اس حوالے سے ڈاکٹر محمد محسن نے اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا، مبتدی تربیت گاہ سے پہلے ہمیں یہ بات پورے طور سے معلوم نہ تھی کہ تنظیم کیا کرنا چاہتی ہے اور اس کا طریقہ کار کیا ہے اور جو کام تنظیم کر رہی ہے اگر یہ کام ہم سب مل کر نہیں کرتے تو اس کے نقصانات کیا ہو سکتے ہیں۔

سوا ایک بجے نماز ظہر اور کھانے کا وقفہ ہوا۔ وقفے کے بعد اس پروگرام کی تیسری نشست کا آغاز ہوا۔ اس نشست میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید صاحب کے اجتماع عام 2008ء کے الوداعی خطاب کا اجتماعی مطالعہ کرایا گیا۔ آخر میں شرکاء مجلس سے پروگرام کے بارے میں تجاویز اور آراء لی گئیں۔ رفقاء واحباب نے اس پروگرام کو بہت پسند کیا اور آئندہ بھی ایسے پروگرامات کے انعقاد کی تجاویز دیں۔ اس پروگرام میں 29 رفقاء اور 4 احباب نے شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ ہماری حقیر سی کاوش کو قبول فرمائے اور خدمت دین کے لیے ہمیں مزید ہمت وحوصلہ عطا فرمائے۔ آمین (رپورٹ: عابد حسین)

✿✿✿✿✿✿

## بقیہ: اداریہ

سوات میں نافذ کیے جانے والے عدل ریگولیشن کی خاص شقیں یہ ہیں۔ (i) کوئی قانون خلافِ شریعت نافذ نہیں کیا جاسکے گا۔ (ii) موجودہ قوانین میں جو خلاف شریعت ہیں اُنہیں موقوف کر دیا جائے گا (iii) قانون کے چار ماخذ ہوں گے: قرآن، سنت، قیاس اور اجماع امت (iv) قاضی کورٹس کے فیصلے کے خلاف ڈویژن کی سطح پر دار القضا (شریعت بنچ) میں اپیل کی جاسکے گی (v) دیوانی مقدمات کا فیصلہ چھ ماہ میں اور فوجداری مقدمات کا فیصلہ چار ماہ میں کرنا ہوگا۔ ابھی تو شرعی عدل ایک محدود عدالتی دائرہ کار میں نافذ ہوا ہے، اسلام کا نظامِ عدلِ اجتماعی زندگی کے تمام گوشوں میں نافذ نہیں ہوا کہ سیکولرازم کے علمبرداروں کی چیخیں نکل گئی ہیں۔ بہرحال ہم فریقین کو دل کی گہرائیوں سے مبارک باد دیتے ہیں اور اُس کے ساتھ اُنہیں انتباہ کرتے ہیں کہ وہ اِس معاہدے پر خلوص اور صدق دل سے عمل درآمد کریں۔ اسلام اور امن کے دشمن اِس معاہدے کو سبوتاژ کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگائیں گے۔ صدر صاحب کا گوروں کے کالے ردعمل پر اپنے دستخطوں کا معاہدے پر ثبت کرنے کو امن بحال ہونے سے مشروط کرنا اُن کی بدنیتی کی غمازی کرتا ہے۔ دشمنانِ اسلام اور پاکستان کے لئے ایک دو پرتشدد کارروائیاں کر دینا بہت مشکل نہیں ہے۔ تحریک نفاذِ شریعت محمدیؐ کے کارکنان کو بہت چوکس اور متحرک رہنا ہوگا۔ ہمیں سوات میں تمام اسلام دوست قوتوں سے توقع ہے کہ وہ بھی اپنے عہد کو پورا کریں گے، تاکہ وادی سوات کی رونقیں واپس لوٹ آئیں۔

ہم فاٹا اور دوسرے آزاد علاقوں کے بارے میں بھی حکومت کو مشورہ دیں گے کہ وہاں بھی مذاکرات اور سیاسی عمل سے مسئلہ کو حل کر لیں۔ تاریخ بتاتی ہے کہ قبائلیوں کو فتح کرنے والا قبائلیوں سے شکست کھانے والوں سے زیادہ پچھتاتا ہے۔ کاش! سوات میں یہ معاہدہ کسی بڑے خون خرابہ سے پہلے کر لیا جاتا۔ کہتے ہیں کہ نادان بھی کرتا وہی ہے جو دانا کرتا ہے، لیکن خرابی بسیار کے بعد۔ آخر میں ہم یہ دعا کریں گے کہ اے اللہ رب العزت! سوات اور کوہستان میں نفاذِ شریعت پاکستان میں اسلام کے نظام عدلِ اجتماعی کے قیام کا پیش خیمہ ثابت ہو۔ ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد


## سیرت النبیؐ سی ڈی

**ویڈیوز:**

☆ ختم نبوتؐ وتکمیل رسالت ☆ رسول انقلاب ﷺ کا طریقہ انقلاب
☆ عظمت مصطفیٰ ﷺ ☆ سیرت النبی ﷺ

**آڈیوز:**

☆ منہج انقلاب نبویؐ پر 11 خطابات ☆ ڈاکٹر اسرار احمد کے 16 اہم خطابات جمعہ

**کتب (PDF فارمیٹ):**

☆ الرحیق المختوم (صفی الدین مبارک پوری) ☆ عظمت مصطفیٰ (ڈاکٹر اسرار احمد)
☆ معراج النبیؐ ☆ نبی اکرمؐ کا مقصد بعثت ☆ رسول انقلابؐ کا طریقہ انقلاب
☆ نبی اکرمؐ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں ☆ اُسوہ رسولؐ ☆ محسن انسانیتؐ (نعیم صدیقی)

**تمام مواد صرف ایک CD میں**

**قیمت: 20 روپے**

برائے رابطہ: ڈاکٹر محمد ابراہیم، لاریکس کالونی گرھی شاہو لاہور
فون: 0300-4624146

بانیٔ تنظیم اسلامی **ڈاکٹر اسرار احمد** حفظہ اللہ

کی مختصر لیکن نہایت مؤثر تالیف

# نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے ہمارے تعلق کی بنیادیں

اشاعت خاص: 20روپے ' اشاعت عام: 12روپے

شائع کردہ: **مکتبہ خُدّام القرآن لاہور**

36۔کے' ماڈل ٹاؤن لاہور' فون: 03-5869501' فیکس: 5834000

email:anjuman@tanzeem.org